



حکمرانوں کی بنیادی ذمہ داری

اللہ تعالےٰ نے فرمایا

یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں طاقت عطا فرمائیں تو نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں، حکم کریں بھلے کام کا اور منع کریں بُرے کام سے!

(القرآن ۲۲-۴۱)

ہمیں امید ہے کہ نظام شریعت کے فوری نفاذ کے وعدہ پر برسر اقتدار آنے والے حضرات مالک الملک، احکم الحاکمین کے حکم کی تعمیل کے لیے فوری اقدام کریں گے۔ (ادارہ)

اَحَادِیْثُ الرَّسُوْلؐ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ (مَرْفُوْعًا)

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ عَیْنَیْنِ هَطَّالَتَیْنِ تَسْقِیَانِ الْقَلْبَ بِذُرُوْفِ الدَّمْعِ مِنْ خَشْیَتِكَ قَبْلَ اَنْ تَكُوْنَ الدَّمُ دَمْعًا وَالْاَضْرَاسُ جَمْرًا۔

(رواہ ابن عساکر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا روایت کی ہے۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ ــــــ تا ــــــ وَالْاَضْرَاسُ جَمْرًا۔ (اے اللہ! مجھے وہ آنکھیں نصیب فرما جو تیرے عذاب اور غضب کے خوف سے آنسوؤں کی بارش برسا کر دل کو سیراب کر دیں اس گھڑی کے آنے سے پہلے جب بہت سی آنکھیں خون کے آنسو روئیں گی اور بہت سے مجرمین کی ڈاڑھیں انگارہ بن جائینگی)

تشریح: جن کو اللہ نے حقائق کی معرفت دی ہے ان کے نزدیک وہی آنکھ زندہ اور بینا ہے جو اللہ کے خوف سے روئے اور آنسوؤں کی بارش برسائے۔ ان کے دل اسی بارش سے سیراب ہوتے ہیں، اسی لیے وہ اللہ سے رونے والی آنکھیں مانگتے ہیں۔

عَنِ الْهَیْثَمِ الطَّائِیِّ (مَرْفُوْعًا)

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ الْاَشْیَاءِ اِلَیَّ كُلِّهَا وَاجْعَلْ خَشْیَتَكَ اَخْوَفَ الْاَشْیَاءِ عِنْدِیْ وَاقْطَعْ عَنِّیْ حَاجَاتِ الدُّنْیَا بِالشَّوْقِ اِلٰی لِقَائِكَ وَاِذَا اَقْرَرْتَ اَعْیُنَ اَهْلِ الدُّنْیَا مِنْ دُنْیَاهُمْ فَاَقْرِرْ عَیْنِیْ

(رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ)

ہیثم بن مالک طائی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا کی ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ ــــــ تا ــــــ مِنْ عِبَادَتِكَ (اے اللہ! ایسا کر دے کہ کائنات کی ساری چیزوں سے زیادہ مجھے تیری محبت ہو۔ اور ساری چیزوں سے زیادہ مجھے تیرا خوف ہو اور اپنی ملاقات کے شوق کو مجھ پر اتنا طاری کر دے کہ دنیا کی ساری حاجتوں کا احساس اس کی وجہ سے فنا ہو جائے اور جہاں تو بہت سے اہل دنیا کو ان کے مرغوبات دے کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے تو میری آنکھیں طاعت و عبادت سے ٹھنڈی کر۔ (یعنی مجھے عبادت کا وہ شوق و ذوق بخش دے کہ اس میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو، اور پھر مجھے عبادت کی بھرپور توفیق دے)

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوٗدَ یَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَاَهْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ" قَالَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَكَرَ دَاوٗدَ یُحَدِّثُ عَنْهُ قَالَ كَانَ اَعْبَدَ الْبَشَرِ۔

(رواہ الترمذی)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے پیغمبر داؤد (علیہ السلام) جو دعائیں کرتے تھے ان میں ایک خاص دعا یہ بھی تھی۔ "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ ــــــ تا ــــــ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ" (اے میرے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں تیری محبت، (یعنی مجھے اپنی محبت عطا فرما) اور اپنے ان بندوں کی محبت بھی عطا فرما جو تجھ سے محبت کرتے ہیں، اور ان اعمال کی بھی محبت مجھے عطا فرما جو تیری محبت کے مقام تک پہنچاتے ہوں۔ اے اللہ! ایسا کر دے کہ اپنی جان اور اہل و عیال کی محبت اور ٹھنڈے پانی کی چاہت سے بھی زیادہ مجھے تیری محبت اور چاہت ہو ــــــ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں

(باقی ۳۱ پر)

اللہ کے بندو! ایک ہو جاؤ

پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود نے ایک اخباری بیان میں قومی اتحاد سے روٹھ کر جانیوالوں سے کہا ہے کہ وہ اپنے فیصلہ پر نظرثانی کریں اور پھر اس قافلہ میں شریک ہو جائیں۔

ظاہر ہے کہ قومی اتحاد ملت کے دل کی آواز تھا اور اس ستم رسیدہ قوم نے زندگی میں پہلی بار سکھ کا سانس لیا تھا کہ مختلف مذہبی و سیاسی مسلک رکھنے والی جماعتوں نے مل جل کر ایک متفقہ مقصد کی خاطر جدوجہد شروع کی۔ لیکن افسوس کہ منزل پر پہنچنے سے پہلے راہ پر چلنے والوں نے تماش بینوں کی حیثیت اختیار کر لی اور جو سٹیج کل ان کے قدآور بننے کا باعث بنا تھا اسے وہ رگیدنے لگے اور انتہائی مشکل حالات میں جن ساتھیوں کے ساتھ مل کر کام کیا تھا انہیں بُرا بھلا کہنے لگے — ہم ان سطور میں اصغرخاں اور نورانی میاں کے متعلق متعدد بار گزارشات کر چکے ہیں اور ہم آج بھی یہ گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ اصغرخاں اس طرح کبھی اکبر نہیں ہو سکتے۔ ہاں البتہ وہ ۷۷ء والی پوزیشن پر رہتے تو پھر بڑا بننے کا امکان تھا۔ امکان کیا بلکہ وہ اس طرح بھی بڑے تھے۔ کیونکہ جو شخص عظیم تر مقاصد کے لیے اپنی جماعت اور اپنے پروگرام کو ثانوی حیثیت دے وہ یقیناً بڑا ہے۔ لیکن افسوس کہ اصغرخاں نے اپنا امیج تباہ کیا اور اپنے کم ظرف حواریوں کے بہکائے میں آ کر جہاں ملت کی آرزوں کا خون کیا وہاں اپنے آپ کو بھی ہلکا کر لیا۔

نورانی میاں نے مسلکی اختلافات کی آگ بھڑکانے کی خاطر یہ افسوسناک روش اپنائی اور وہ اس راہ پر چل بھی رہے ہیں لیکن آں جناب کو کون سمجھائے کہ حضورِ والا وہ دن اب گئے جب مخلص لیکن ان پڑھ مریدوں کو بہکا کر آپ کے اکابر فتویٰ کفر کی آڑ میں کام چلایا کرتے تھے۔ قوم بالخصوص نوجوان طبقہ کا اندازِ فکر اب ایک شعلہ جوالہ بن چکا ہے اور اب وہ اس قسم کا کھیل کھیلنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

جلد: ۲۴ ٭ شمارہ ۶۱
۱۱ شوال ۱۳۹۸ھ ٭ ۱۵ ستمبر ۱۹۷۸ء

بدل اشتراک
سالانہ ۶۰ روپے
ششماہی ۳۰ روپے
سہ ماہی ۱۵ روپے
فی پرچہ
ڈیڑھ روپیہ



رئیس الادارہ
پیر طریقت حضرت
مولانا عبیداللہ انور صاحب
مدیر منتظم
میاں محمد اجمل قادری
مدیر
محمد سعید الرحمان علوی
معاون
صالح محمد حنفی

پبلشر مولانا عبیداللہ انور - پرنٹر الٰہی بخش - مطبع کاسمو پرنٹرز ۴۸۰ موری گیٹ لاہور

رہ گئے تازہ تازہ بچھڑنے والے این۔ ڈی۔ پی والے حضرات تو انہیں کون سمجھائے کہ اس ملک کی آب و ہوا ان کے لیے انتہائی ناسازگار ہے۔ پچھلے دنوں انھوں نے اجتماعی پلیٹ فارم پر اپنے کردار و طرزِ عمل سے اپنے لیے خاصا نرم گوشہ پیدا کر لیا تھا۔ لیکن وہ غلط فہمی کا شکار ہو گئے اور انھوں نے حالات سے سبق سیکھنے کے بجائے قوم و ملّت سے بے وفائی کی جس کا نتیجہ اور انجام بہت جلد سامنے آ جائے گا۔ اے کاش! کوئی عبقری دماغ انہیں اب بھی راہِ راست پر لے آئے۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ این۔ڈی۔ پی کے زعماء نے جن بلوچی اور دوسرے رہنماؤں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے یہ بے وفائی کی لیکن انھوں نے وہ رویہ اختیار کیا کہ مزاری صاحب اور ان کے رفقاء کو آج اپنی صفائیاں دینی پڑ رہی ہیں ــــ اور اس طرح ہمارے دوست ع

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم

کا مصداق ہو کر رہ گئے۔ یہ صورتِ حال ملّت کے لیے انتہائی افسوسناک ہے اور ہم قومی اتحاد کے قائدِ محترم کی اس خواہش میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ یہ خواہش بر آئے اور بہت جلد، بلکہ ہماری یہ بھی دعا ہے کہ ان کے علاوہ جو دوسرے ہیں وہ بھی اس پلیٹ فارم پر آ جائیں اور پوری ملّت حقیقی معنوں میں ملّتِ واحدہ بن جائے ـــــ یہ خواہش اس لیے بھی صحیح ہے کہ یہ اسلام کا عین تقاضا ہے کہ کم از کم ہم اپنی ناقص معلومات کے مطابق درجنوں جماعتوں، مروجہ جمہوریت، دائیں اور بائیں اور حزبِ اختلاف و حزبِ اقتدار کی تقسیم کا اسلام میں کہیں سراغ نہیں پاتے۔ اسلام ایک ایسی وفاقی سٹیٹ کا علمبردار ہے جس میں ہر طبقہ کو مؤثر نمائندگی حاصل ہو اور آقا و غلام کی تمیز نہ ہو بلکہ سب بھائی بھائی ہوں ـــــ اس مرحلہ پر ہم اپنے واجب الاحترام قائدِ قومی اتحاد (حفظہ اللہ تعالیٰ) سے گزارش کریں گے کہ اگر موجودہ قومی اتحاد ہی وحدتِ فکر و عمل کا بھرپور مظاہرہ کرے اور تحسبھم جمیعاً وقلوبھم شتّٰی والی کیفیت سے دوچار نہ ہو تب بھی بات بن سکتی ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ قومی اتحاد نے جماعتی سرگرمیاں ایک مدت تک معطل رکھنے کا فیصلہ کیا اور یہ بھی فیصلہ کیا کہ قومی اتحاد کی بنیاد پر ممبرسازی شروع کی جائے گی۔ لیکن افسوس کہ اس فیصلہ پر عمل نہ ہوا۔ اگر اس فیصلہ پر عمل ہو جاتا تو بہت سے خرخشے ختم ہو جاتے۔ آج جبکہ محدود پیمانہ پر سیاسی سرگرمیاں شروع ہو چکی ہیں (اے کاش مکمل سرگرمیاں جاری ہوتیں اور پریس آرڈیننس ختم کر دیا جاتا) تو اس فیصلہ پر فوری طور پر عمل کرایا جائے۔ جو جماعتیں اتحاد میں شامل ہیں ان کے مجموعی ورکروں کی تعداد بھی قومی اتحاد کے ورکروں سے کم ہے لیکن ان ورکروں کو تو کوئی پوچھتا نہیں اور یار لوگ شاہ کے مصاحب بنے پھرتے ہیں۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکے اس صورتِ حال کا ازالہ کیا جائے اور اصل قومی ورکروں کو سنبھالا دیا جائے۔

ہم بڑے دکھ کے ساتھ یہ گزارش کریں گے آج قومی اتحاد کی جماعتوں کے جو وزراء شریکِ وزارت ہیں وہ جس شہر میں جاتے ہیں اپنی ہی جماعت کے ورکروں کو شرفِ باریابی بخشتے اور اپنی ہی جماعت کے دفاتر کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازتے ہیں جس سے یقینی طور پر صورتِ حال پر برا اثر پڑتا ہے۔ حتیٰ کہ چشمہ رائٹ بنک کینال کالونی کنڈیاں کے ایک ضرورت مند پانی و بجلی کے مرکزی وزیر کی خدمت میں آئے تو انھوں نے اپنی جماعت کے مقامی امیر سے چھٹی لانے کو کہا۔ خدارا اس صورتحال کا ازالہ کرائیں اور یہ کوشش کریں کہ یہ وزراء جماعتوں کا نمائندہ بننے کے بجائے قومی اتحاد کے نمائندے ثابت ہوں۔ اگر ایسا ہو گا تو قوم کے مسائل حل ہوں گے اور یہ وزارت کامیابی سے چل کر صوبائی وزارتوں کے لیے راہ ہموار کر سکے گی۔ بصورتِ دیگر اس وزارت کے ساتھ ساتھ قوم و

ملک کے مستقبل پر ناخوشگوار اثر پڑے گا۔ (خدا کرے ایسا نہ ہو) ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملک و ملّت کی حفاظت فرمائیں اور قوم بنیان مرصوص بن جائے۔

علوی ۹ شوال ۹۸ھ

مسئلہ رویت ہلال کا

اس دفعہ ملک میں دو عیدیں منائی گئیں۔ پاکستان کے ایک صوبہ سرحد میں پیر کو اور باقی ملک میں منگل کو! الزام رویت ہلال کمیٹی پر آ رہا ہے۔ جس کی وجہ سے پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود نے اسے توڑنے کا مطالبہ کیا ہے اور سرحد کے ایک ممبر مولانا محمد یوسف قریشی سنگین الزامات عائد کر کے مستعفی ہو گئے ہیں۔ کہا یہ جا رہا ہے کہ رمضان کے سلسلہ میں کمیٹی نے احساس ذمہ داری کا مظاہرہ نہیں کیا اور اب یہ خبریں آ رہی ہیں کہ ابتدا میں ایک روزہ اس غفلت کا شکار ہو گیا۔ کمیٹی کے سابقہ چیئرمین مولانا احتشام الحق نے جمعۃ الوداع کے خطبہ میں ایک روزے کے قضاء کا اعلان کیا اور انڈیا کے علماء کی طرف سے بھی اسی قسم کا فتویٰ بھی آیا ہے۔

اصل میں مولانا مفتی محمود کا یہ فرمانا صحیح تھا کہ کمیٹی کے ممبران کو چاہیئے کہ اس ذمہ داری کو قبول کر لیں اور مستعفی ہو جائیں۔ ایسا ہو جاتا تو کمیٹی کے ممبران کا قد کاٹھ بڑھ جاتا۔ لیکن ایسا نہ ہوا تو اب اس کمیٹی کو توڑنے کا مطالبہ ہو رہا ہے جو بنی برحق ہے۔

افسوس یہ ہے کہ ذمہ داری قبول کرنے کے بجائے کمیٹی کے چیئرمین اس مسئلہ کو مسلکی اختلافات کا مسئلہ بنا رہے ہیں۔ حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں۔ اگر کمیٹی کے چیئرمین اور ان کے بعض رفقار بریلوی مکتبِ فکر سے تعلق رکھتے ہیں تو اس میں دیوبندی حضرات بھی ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ مسائل کو حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے اور خواہ مخواہ بات کا بتنگڑ نہ بنایا جائے۔ حکومت کو اس طرف توجہ دے کر ان حضرات کو چھٹی کرا دینا چاہیئے کہ قوم ان کی خدمات سے کافی فائدہ اٹھا چکی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اس مسئلہ کو حکومت سنجیدگی سے حل کر کے قوم کو آئندہ انتشار سے بچائے گی۔

نورانی صاحب اور نظامِ مصطفےٰ

ہمارے نورانی صاحب بڑے مزے کے بزرگ ہیں۔ غصہ میں آئے تو قومی اتحاد کو چھوڑ دیا۔ اور پھر اسی دن لاہور میں اپنے مخالفین کو ابوجہل تک کہہ ڈالا۔ اور سمجھا کہ اس طرح میرا وزن بڑھ جائے گا۔ حالانکہ اس طرح جاہل مرید واہ واہ تو کر دیتے ہیں وزن نہیں بڑھتا اور پھر کمال یہ ہے کہ انھوں نے اس موقعہ پر ایسا بھی تاثر دیا کہ قرآن میں ایسی آیات بھی ہیں جن سے توہین رسالت کا پہلو نکلتا ہے۔ (معاذاللہ) خیر اب وہ روشِ ہوا پر سوار ہیں اور بیان پر بیان دیئے جا رہے ہیں۔ ابھی انھوں نے فرمایا کہ ہم بغیر حکومت آٹھ دن میں نظامِ مصطفےٰ نافذ کر سکتے ہیں۔

اگر نورانی صاحب اور ان کے رفقار قوم پر یہ کرم فرما سکتے ہیں تو پھر ع

در کارِ خیر حاجت استخارہ نیست

کے مصداق کسی سے اجازت یا مشورہ کی کیا ضرورت؟ انہیں فوراً اس کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ اگر ایسا انھوں نے کر لیا تو وہ قوم کے محسن اور بلا شرکت غیرے قائد و رہنما ہوں گے اور ان کے مخالفین خود بخود دم توڑ دیں گے۔ لیکن اگر یہ محض شوقِ تقریر ہے تو پھر ہم عرض کریں گے کہ بابا پہلے تولو پھر بولو۔ اس لیے کہ زبان پر کنٹرول انسان کو ہزاروں مصیبتوں سے نجات دیتا ہے۔ ٭ ٭ ٭

ضروری اعلان

ہمیں افسوس ہے کہ برادرم ظہور صاحب (عنایت موتی چور ہاؤس) سے مسلسل کوشش کے باوجود رابطہ نہ ہونے کے سبب درسِ حدیث کا کیسٹ نہ مل سکا۔ بنا بریں درسِ حدیث کی عدم اشاعت پر ہم معذرت خواہ ہیں۔ جونہی رابطہ ہو گیا وہ سلسلہ بحال ہو جائے گا۔

٭ ٭ (ادارہ)

جنگِ اُحد اور جنگِ حنین

جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبیداللہ انور مدظلہم

بعد از خطبہ مسنونہ

امّا بعد

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ .... غفورٌ حلیم ۵

(صدق اللہ العظیم)

محترم حضرات و معزز خواتین!

آپ نے سورہ آلِ عمران کی آیت سماعت فرمائی۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ: "جو لوگ تم سے ہٹ گئے جس دن دو فوجیں آپس میں ٹکرائیں۔ سو ان کو شیطان نے ان کے بعض گناہ کی شامت سے پھسلایا۔ اور اللہ ان کو معاف کر چکا۔ اللہ بخشنے والا بردبار ہے۔"

آج کے خطبہ جمعہ میں ماہِ شوال میں پیش آنے والے دو اہم واقعات اور ان کے نتائج کا تذکرہ مقصود ہے۔ ان میں ایک واقعہ جنگِ اُحد کا ہے۔ اور دوسرا جنگِ حنین سے متعلق ہے

جنگِ احد اور اس کے اسباب

۱۷ رمضان المبارک ۲ھ میں بدر کے مقام پر جب مشرکینِ مکہ کو انتہائی ذلّت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا اور ستر (۷۰) کے قریب ان کے بڑے بڑے سردار و رؤسا موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے تو مسلمانوں کے خلاف ان کے دلوں میں نفرت و کدورت تو پہلے سے موجود تھی اس میں اور اضافہ ہوا اور انھوں نے اپنی ذلّت و رسوائی کا انتقام لینے کے لیے مسلمانوں کے خلاف جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چچا حضرت عباسؓ اسلام لا چکے تھے لیکن ابھی تک مکہ میں مقیم تھے۔ انھوں نے مشرکینِ مکہ کی ان سازشوں اور خفیہ جنگی تیاریوں سے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف قاصد بھیج کر مطلع کر دیا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ کفّارِ مکہ کا ایک عظیم لشکر سامانِ حرب سے لیس ہو کر مدینہ کی طرف آ رہا ہے۔ حضورؐ نے جب یہ اطلاع قاصد کی زبانی سنی تو صحابہ کرامؓ سے مشورہ لیا اور یہ طے پایا کہ مدینہ سے باہر جو احد پہاڑ ہے وہاں جا کر پڑاؤ ڈالا جائے اور مدینہ سے باہر کفّار کا مقابلہ کیا جائے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نمازِ جمعہ پڑھ کر ایک ہزار صحابہ کرام کی معیت میں مدینہ سے باہر نکلے اور راستہ میں فوج کا جائزہ لینے کے بعد کم عمر صحابہ کرام کو واپس کر دیا۔ جن میں حضرت زید بن ثابت ابو سعید خدری اور براء بن عازب خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ عبداللہ ابن ابی رئیس المنافقین یہ کہہ کر اپنے تین سو آدمیوں سمیت اسلامی لشکر سے جدا ہو گیا کہ مدینہ شہر سے باہر لڑنے کی بجائے مدینہ ہی میں کفار کا مقابلہ کیا جاتا، میری اس تجویز کو منظور نہیں کیا گیا۔ اس لیے واپس لوٹ گیا۔ اندیشہ تھا کہ دشمن احد پہاڑ کے پیچھے سے حملہ آور نہ ہو۔ اس لیے آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پچاس تیر اندازوں کا ایک دستہ وہاں متعین کر کے انہیں حکم دیا کہ خواہ ہمیں فتح ہو یا شکست تم نے اپنی جگہ سے نہیں ہٹنا۔

میدانِ جنگ کا حال

جب دونوں جماعتیں مقابلہ پر آئیں اور معرکہ کارزار گرم ہوا تو ابتداء میں کفّار کے قدم اکھڑ گئے۔ سواریاں

اور سوار اِدھر اُدھر راہِ فرار اختیار کرنے لگے۔ کفار جب بھاگنے لگے تو پچاس تیراندازوں کے دستہ نے جو فوج کے عقب میں دفاع کے لیے متعین تھا، آپس میں اختلاف کیا، چند آدمی اپنے سردار کے ساتھ رہ گئے اور باقی فوج کے ساتھ شامل ہوکر مالِ غنیمت اکٹھا کرنے میں مشغول ہو گئے۔ اسی اثنا میں خالد بن ولید جو ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے، اسلامی فوج کی عقبی دفاعی پوزیشن کمزور دیکھ کر نہایت شدت سے حملہ کر دیا۔ جس سے جنگ کا نقشہ پلٹ گیا۔ مسلمانوں کی جمعیت میں انتشار پیدا ہو گیا اور فتح شکست میں تبدیل ہونے لگی۔ مصعبؓ بن عمیر جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شکل و صورت میں بہت مشابہ تھے۔ ان کی شہادت کے بعد کفار نے یہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شہید ہو گئے۔ جس سے مسلمان انتہائی پریشان ہوئے کہ اب جنگ کا کیا فائدہ؟ اچانک حضرت کعب ابن مالک کی نگاہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ انور پر پڑی تو وہ زور سے پکارے مسلمانو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں ہیں۔ یہ سُن کر چاروں طرف سے صحابہ کرام کفار پر ٹوٹ پڑے اور پروانہ وار شمع نبوت پر جانیں قربان کرنے لگے۔ دشمنوں نے جب رحمتِ دوعالم کو دیکھا تو اس شدت سے پتھراؤ کیا کہ خود حضور علیہ السلام بھی شدید زخمی ہو گئے۔ حملہ دونوں طرف سے جاری تھا۔ بالآخر مسلمانوں کو اللہ تعالے نے دوبارہ فتح و نصرت سے نوازا اور کفار میدان سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ حاصل یہ ہوا کہ اس جنگ میں مسلمان ستر(۷۰) شہید ہوئے جن میں چار مہاجر اور باقی انصار تھے۔ اور مشرک بائیس قتل ہوئے سورۂ آل عمران کی ساٹھ آیتیں اس واقعہ کے متعلق نازل ہوئیں۔

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں ان پچاس صحابہ کرام کی معافی کا واضح اللہ نے اعلان فرمایا کہ اللہ ان کو معاف کر چکا ہے اور مؤمنین بھی ان سے راضی و خوش ہیں۔ البتہ وہ لوگ جن کے دل بُغضِ صحابہ سے سیاہ ہو چکے ہیں وہ ان مؤمنین مخلصین کے بارہ میں زبانِ طعن دراز کریں تو کیا؟ صحابہ کرامؓ تو آسمان رشد و ہدایت کے ستارے ہیں۔ جو شخص آسمان کی طرف تھوکتا ہے وہ تھوک خود اس کے چہرے پر پڑتا ہے۔

اس واقعہ سے دوسرا سبق یہ ملا کہ مسلمانوں کا باہمی تھوڑا سا اختلاف بھی دشمن کو تقویت پہنچاتا ہے۔ اس لیے مسلمان جب تک متحد رہیں گے دنیا کی کوئی طاقت انہیں شکست نہیں دے سکتی۔ ساتھ ہی اس امر کو بھی مسلمانوں کو ذہن نشین کرایا گیا کہ صبر و استقامت اور اعلیٰ صفات کا اظہار ابتلاء اور مصائب کے عالم میں ہی ہوتا ہے۔ اور عالی ہمت لوگ ایسے وقت میں کبھی نہیں گھبراتے۔

جنگِ حنین
اور اس کے اسباب

فتح مکہ کے بعد بہت سے قبائلِ عرب اسلام میں اپنی رضا و رغبت سے داخل ہو گئے۔ لیکن دو قبیلے ہوازن اور ثقیف جو طائف میں آباد تھے اور انتہائی جنگجو مشہور تھے انھوں نے اس خیال سے کہ فتح مکہ کے بعد مسلمانوں کے حوصلے بلند ہو گئے ہیں کہیں وہ ہم پر حملہ آور نہ ہو جائیں۔ اس لیے پہلے سے کوئی تدبیر ایسی سوچی جاتے جس سے ہم مسلمانوں پر فتح پا لیں۔ اور وہ ایک ہی تدبیر ہے کہ مسلمانوں کے حملے سے قبل ہم ان پر ٹوٹ پڑیں، ورنہ طائف کے خوبصورت باغات اور جاگیریں سب کچھ مسلمان ہم سے چھین لیں گے۔

چنانچہ چار ہزار کا لشکر مکہ کی طرف بڑھا اور وادیٔ حنین میں آ کر اُترا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو مجبوراً آپ نے صحابہ کرام کو تیاری کا حکم دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ دس ہزار فوج فتح مکہ کے وقت موجود تھی۔ دو ہزار مکہ کے لوگ شامل ہو گئے۔ جن میں کچھ نو مسلم بھی تھے۔ بعض نو مسلم صحابہ کرام نے اپنی اس کثرتِ تعداد پر ناز کیا اور کچھ کی زبانوں سے یہ الفاظ بھی نکلے کہ "آج ہم پر

کون غالب آ سکتا ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں قلت و کثرت کا کوئی وزن نہیں۔ اس لیے مسلمانوں کو تھوڑے سے غرور کی ابتداء میں سزا یہ ملی کہ دشمن جس نے میدان جنگ میں پہلے پہنچ کر پہاڑ کی گھاٹیوں، دروں اور مناسب مقامات پر تیرانداز دستے متعین کر رکھے تھے۔ منہ اندھیرے جب اسلامی فوج وہاں پہنچی تو اس کے ہراول دستوں میں نومسلم نوجوانوں کی تعداد زیادہ تھی۔ جب یہ فوج بےخبری میں آگے بڑھی تو دشمن نے ہرطرف سے تیروں کی بارش کر دی۔ اسلامی فوج کا پہلا لشکر ہی جب سراسیمہ ہو کر پیچھے ہٹا تو باقی تمام فوج کے پاؤں اکھڑ گئے۔ لیکن اس عالم میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پہاڑ کی طرح پورے اطمینان اور پامردی و استقامت کے ساتھ میدان میں کھڑے اپنی حقانیّت و صداقت کا ان الفاظ میں اظہار کر رہے تھے:

انا النبی لا کذب

میں نبی ہوں اس میں کوئی شبہ نہیں۔

انا ابن عبد المطلب

میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔

آپ کی آواز سن کر تمام فوج اسلامی پلٹ آئی۔ جن کے گھوڑوں بھیڑ کی وجہ سے مڑ نہ سکے گھوڑے سے کود پڑے۔ فوراً لڑائی کا رنگ بدل گیا۔ دشمن کے ستّر آدمی مارے گئے اور باقی سب بھاگ گئے یا قید ہو گئے — یہ بات یاد رہے کہ قبیلہ ہوازن وہ قبیلہ ہے جس قبیلے کا ایک فرد آپ کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ بھی تھیں۔ قبیلہ کے رئیس اسیر بن صرو نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر کہا:۔

"خدا نے تم پر احسان کیا ہے اس لیے ہم پر احسان کر۔ جو عورتیں خیموں میں قید ہیں ان میں تیری پھوپھیاں اور خالائیں ہیں خدا کی قسم اگر سلاطین عرب میں سے کسی نے ہمارے خاندان کا دودھ پیا ہوتا اور ایسے واقعات پیش آتے تو اس سے بہت کچھ امیدیں ہوتیں اور تجھ سے تو اور بھی زیادہ توقعات ہیں"۔

آپؐ نے تمام قیدی رہا کر دیے اور ان کو رخصت کر دیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ وہی طائف کے لوگ جنھوں نے آپ کو لہولہان کیا تھا پاگل و مجنون کہا تھا آپؐ کا سخت مقابلہ کیا اور شکست کھائی۔ آپؐ کے حسن سلوک سے اپنی رضا و رغبت سے اسلام میں داخل ہو گئے۔ اور یوں آپؐ کی دعا پوری ہوئی

اللھم اھلِ قومی فانھم لا یعلمون۔ اے میرے اللہ! میری قوم کو ہدایت عطا فرما۔ کہ یہ میرے مقام و مرتبہ سے ناواقف ہیں۔

چونکہ مسلمانوں کے پیش نظر صرف اسلام کی اشاعت ہی اصل مقصد ہے اس لیے ان کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا کامیابی ہو سکتی ہے کہ دشمن ان کے کردار اور حسن سلوک سے متاثر ہو کر برضا و رغبت اسلام قبول کرے۔ مسلمانوں کو اس جنگ سے ایک عظیم سبق حاصل ہوا کہ قلت و کثرت افراد کی ہو یا اسلحہ کی مسلمان ہمیشہ اللہ کی ذات اور اس کی نصرت و امداد پر بھروسہ رکھیں۔ اس معرکہ میں فوج کی کثرت نے بعض نومسلم نوجوانوں کو مغرور کر دیا تو میدانِ جنگ میں قدم رکھتے ہی شکست ہوئی بعد میں اللہ نے اپنے فضل و احسان سے فتح و کامیابی سے سرفراز فرمایا۔

یہ مختصر طور پر ان دونوں جنگوں کے اسباب و علل اور واقعات و نتائج تھے جن سے ہمیں بہت سے اسباقِ عبرت و موعظت حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں عمل کی توفیق سے نوازے۔ آمین۔ وَآخرُ دَعوانا اِنِ الحمد للہ ربِ العٰلمین۔

درخواست دُعا

ادارہ کے سینئر کلرک جناب محمد رفیع انجم صاحب کی چچازاد ہمشیرہ مورخہ ۸ر ستمبر کو فیصل آباد میں انتقال کر گئیں۔ مرحومہ کی یادگار دو چھوٹی بچیاں ہیں۔ مرحومہ کے صدمے میں رفیع صاحب کی اہلیہ بھی صاحبِ فراش ہیں۔ قارئین سے مرحومہ کے لیے دعائے مغفرت دونوں بچیوں کی سلامتی اور رفیع صاحب کی اہلیہ کے لیے دعائے صحت کی اپیل ہے

(ادارہ)

غیبت

مولانا محمد مسعود مہتمم مدرسہ عربیہ دارالعلوم مدنیہ کوٹ ادو

اس زمانے میں یوں تو کوئی گناہ ایسا نہیں جو رہ گیا ہو۔ لیکن سب گناہوں سے زیادہ لوگ غیبت جیسے خطرناک اور بدترین جرم میں مبتلا ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ اس کو بڑا جرم بھی نہیں سمجھا جاتا۔ لہٰذا ضرورۃ اس بات کی ہے کہ مسلمان کو یہ بتایا جائے کہ غیبت کیا ہے اور اس کا جرم کتنا ہے۔ اس مضمون کو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اور مسلمانوں کی ہمدردی کے لیے لکھا جا رہا ہے تاکہ ہر مسلمان بھائی اس مسئلہ کو سمجھنے کے بعد اس موذی اور نیکیوں کا ستیاناس کرنے والے گناہ سے توبہ کرلیں اور اپنی عاقبت سنوار لیں۔

غیبت کی تعریف

شریعت کے نزدیک غیبت یہ ہے کہ کسی کے برے وصف کو اس کی عدم موجودگی میں اس طور پر بیان کرے کہ اگر وہ سن لے تو اس کو ملال ہو خواہ زبان سے بیان کرے یا بذریعہ قلم یا بذریعہ اعضا یا کسی اور طریقہ سے اور اگر کسی کا ایسا عیب بیان کرے جو اس میں نہیں تو تہمت اور بہتان ہے اس کا گناہ غیبت سے بھی زیادہ ہوگا۔

اس باب میں چند احادیث اور ذکر کی جاتی ہیں:۔

عن انس بن مالك رضي الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لَمَّا عُرِجَ بِيْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ اَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَيَقَعُوْنَ فِيْ اَعْرَاضِهِمْ ۝ (رواه ابوداؤد)

ترجمہ:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جب مجھے معراج کرائی گئی تو (ملاء اعلیٰ کے اس سفر میں) میرا گزر کچھ ایسے لوگوں سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے سے تھے، جن سے وہ اپنے چہروں اور اپنے سینوں کو نوچ نوچ کے زخمی کر رہے تھے میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جو ایسے سخت عذاب میں مبتلا ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو زندگی میں لوگوں کا گوشت کھایا کرتے تھے (یعنی اللہ تعالیٰ کے بندوں کی غیبتیں کیا کرتے تھے۔) اور ان کی آبروؤں سے کھیلتے تھے۔ (سنن ابی داؤد)۔

۲: عن ابي سعيدٍ وجابرٍ قالا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الغيبة اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قالوا يا رسول الله وكيف الغيبة اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا؟ قال اِنَّ الرَّجُلَ لَيَزْنِيْ فَيَتُوْبُ فَيَتُوْبُ الله عليه (وفي رواية فيتوب فيغفر الله له) وَاِنَّ صاحبَ الغيبة لا يُغْفَرُ لَهُ حتى يَغْفِرَهَا لَهُ صاحبُهُ۔ (رواه البيهقي في شعب الايمان)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت اور سنگین ہے۔ بعض صحابہ نے عرض کیا کہ حضرت! غیبت زنا سے زیادہ سنگین کیونکر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بات یہ ہے) کہ آدمی اگر بدبختی سے زنا کر لیتا ہے تو صرف توبہ کر لینے سے اس کی معافی اور مغفرت اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے مگر غیبت کرنے والے کو جب تک خود وہ شخص معاف نہ کر دے جس کی اس نے غیبت کی ہے۔ اس کی معافی اور بخشش اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوگی۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت ہے اور زیادہ سنگین جرم ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کتنے درجے زیادہ سنگین ہے تو اس بات کو ایک دوسری روایت کے ذریعے سمجھیں اور

وہ روایت یہ ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبے میں ارشاد فرمایا: اِنَّ الدِّرْھَمَ مِنَ الرِّبوا اعظم عند اللّٰہِ فِی الخطیئۃِ من سِتٍّ وثلاثِیْنَ زِنْیَۃً یزنیھا الرَّجُلُ و اَرْبیٰ الرِّبا عِرضُ الرَّجُلِ المسلم۔ ترجمہ: اگر کوئی شخص سود کا ایک روپیہ لیوے تو اس کا گناہ چھتیس ۳۶ مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ ہے۔ اور مسلمان کی عزّت برباد کرنا سود کے جرم سے زیادہ سنگین ہے اے غیبت کرنے والے صاحبان ذرا غور کرو۔ حدیث سابق سے معلوم ہوا کہ غیبت سود سے زائد تر گناہ ہے۔ اور سود لینا چھتیس ۳۶ مرتبہ زنا کرنے سے زائد ہے۔ لہذا غیبت کا گناہ چھتیس ۳۶ مرتبہ زنا کرنے سے بہت ہی زیادہ ہے۔ تعجّب ہے کہ بعض حضرات زنا سے بچتے ہیں اور مرنے کو زنا سے بہتر جانتے ہیں۔ (اور یہ اچھی بات بھی ہے) لیکن گھنٹوں بلکہ شام و سحر لوگوں کی غیبتیں کرتے رہتے ہیں اور ذرا بھر بھی خیال نہیں کرتے کہ کتنے بڑے جرم میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ یہ روایت (احیاء العلوم) میں ہے۔

۲: ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ روایت فرماتے ہیں اِنَّ الرَّجُلَ لیُعطیٰ کتابہٗ منشورا فیقولُ یارَبِّ فَاَیْنَ حسناتی کذا وکذا عَمِلْتُھا لَیْسَتْ فی صحیفتی فیقُولُ لہٗ محیت باغتیابکَ النّاس۔ ترجمہ: حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں، بعض لوگوں کو قیامت کے میدان میں کتاب اعمال ملے گی۔ وہ لوگ دیکھ کر کہیں گے یا اللہ! میں نے فلاں فلاں نیکیاں دنیا میں کی تھیں وہ کیا ہوئیں؟ کیونکہ میرے نامۂ اعمال میں نہیں ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو جواب دیں گے کہ چونکہ تم نے دنیا میں غیبتیں کی تھیں اسواسطے وہ نیکیاں تمہارے نامۂ اعمال سے مٹا کر جن کی تم نے غیبت کی تھی ان کے نامۂ اعمال میں درج کر دی گئی ہیں۔ (اس کو منذری نے کتاب الترغیب والترہیب میں نقل کیا ہے)۔

اس واسطے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے انسان تو بالکل کسی کی غیبت نہ کرتا کہ تیری نیکیاں تیرے اپنے گھر میں رہیں۔ اور تیری نیکیاں اگر تیرے کھاتے سے کاٹ دی جائیں تو تیرے ماں باپ کے کھاتے میں درج کر دی جائیں کہیں دوسری جگہ نہ جائیں۔

غیبت کرنا سور کے گوشت کھانے سے بدتر ہے

ایک روز حضرت خالد ربعی جامع مسجد میں بیٹھے تھے۔ لوگوں نے کسی کی غیبت شروع کی اور کسی کی شکایت کی۔ حضرت خالد نے ان کو منع کیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد پھر ان لوگوں نے غیبت شروع کی۔ اس وقت باغواء شیطان خالد بھی شریکِ شکایت ہو گئے۔ بعدہٗ جب اس رات کو سوئے تو ایک شخص کو خواب میں دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں سور کا گوشت ہے اور وہ ان کو کہتا ہے کہ کھاؤ۔ اس کو خالد نے خواب میں جواب دیا کہ یہ گوشت نجس اور حرام ہے میں اس کو کس طرح کھاؤں؟ اس شخص نے کہا کہ تم نے اس سے بدچیز کھائی ہے یعنی آدمی کا گوشت جس کی تم نے غیبت کی۔ بعدہٗ اس شخص نے سوٗر کا گوشت ان کے مُنہ میں زبردستی ڈال دیا۔ خالد کہتے ہیں جب میں بیدار ہوا تو تیس چالیس روز تک میرے منہ سے بدبوٗ آتی رہی۔ (اس کو تنبیہ الغافلین میں نقل کیا ہے۔)

کتاب الغیبۃ صہ ۱۴۵-۱۴۶

وما علینا الاّ البلاغ

اُمّت کا انحطاط اور اس کا علاج

از : مولانا ابرالحق صاحب (خلیفہ حضرت تھانویؒ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم، امّا بعد!

ہماری زبوں حالی کے اہم وجوہ و اسباب میں سے دو کو اس وقت عرض کیا جاتا ہے:

۱: عموماً مساجد کا انتظام صحیح نہ ہونا

۲: اکثر مدارس کا نظام مناسب نہ ہونا۔

مساجد کے سلسلہ میں چند باتیں معروض ہیں۔

۱: اذان و اقامت کا صحیح نہ ہونا، بالخصوص اللہ اکبر، الصلوٰۃ خیر من النوم میں الف میں مد کا پیدا کرنا، مدِ لام کو حد سے زیادہ طویل کرنا۔

۲: اذان و اقامت کو معمولی اور حقیر خدمت سمجھنا۔

۳: ائمہ مساجد کا مسنون طریقہ پر نماز ادا نہ کرنا۔

۴: قرأت قرآن پاک کا صحیح نہ ہونا۔

۵: قرأت کی سُنّت کی رعایت نہ کرنا۔

۶: فجر کی نماز میں وقتِ مسنونہ کی پابندی نہ کرنا۔

۷: مبتلاء فسق و فجور کا مؤذن و امام بنایا جانا۔

۸: غیر مسافر و معتکف کو مسجدیں سونے دینا۔

۹: تزئین مساجد میں ناجائز امور سے بھی نہ بچنا۔ مثلاً بدبودار تیل جلانا، یا بدبودار رنگ کا پینٹ کرنا۔

۱۰: مسجد کے آداب و احکام کا اہتمام نہ کرنا۔

ان کوتاہیوں کے حل کے سلسلہ میں چند امور معروض ہیں

۱: اُمّتِ مسلمہ کو اہمیّت و عظمت خدمتِ مسجد و اذان سے آگاہ کرنا۔

۲: خدّام مسجد، مؤذنین و ائمہ کے لیے معقول مشاہرہ مقرر کرنا کہ اچھی طرح گزر کر سکے۔

۳: تقرر خدام و مؤذنین و ائمہ میں نصاب معینہ کی تکمیل کو معیار رکھنا۔ (نصاب آگے مسطور ہے)

۴: تقرر کے وقت جانچ تکمیل نصاب مذکور کیا جانا۔ اگر سند تکمیل نصاب نہ ہو تو نواقض وضو، واجبات غسل و فرائض غسل اور مسائل ضروریہ دریافت کرنا۔

۵: جانچ میں اذان و اقامت متفرق اوقات میں کہلوانا، نماز پڑھوانا تصحیح اذان کے متعلق جس کوتاہی کا اوپر ذکر ہوا اس کی خصوصی دیکھ بھال کرنا۔

۶: تقرر اولاً عارضی ہونا، پھر استقلال ہونا۔

۷: کورس کی کمی پر بشرطیکہ اذان و اقامت صحیح کہہ سکتے ہوں تقرر کیا جا سکتا ہے۔ بعد میں معینہ کورس کی تکمیل کرنا۔ ایک ماہ میں اور اس کے بعد مستقل کرنا۔

۸: مساجد میں کسی نہ کسی وقت کتاب دینی سنانے کا سلسلہ ہونا، خواہ پانچ منٹ ہی ہو۔ بالخصوص آداب و احکام مسجد بتلانا۔ (آخرالذکر کے لیے "زینۃ المساجد فی آداب المساجد" مصنفہ مولانا محمد شفیع صاحب مناسب ہے۔)

۹: اوقاتِ خمسہ میں نمازوں کے بعد دس تا تیس منٹ تصحیح قرآن شریف کا سلسلہ رہنا بذریعہ امام مسجد ضرورت پر اضافہ وقت کیا جا سکتا ہے۔

۱۰: امام کی نگرانی میں محلہ میں گشت تبلیغی بھی ہونا۔

۱۱: گاہ بگاہ گھروں پر مستورات کو دینی باتوں کے سنانے کا نظام قائم کرنا بذریعہ امام مسجد ورنہ کسی مناسب شخص کے ذریعہ۔

دوسری بات

یعنی نظام مدارس وغیرہ کے بارے میں معروض ہے کہ اکثر مدارس میں تربیت و تصحیح تجوید کلام پاک کی طرف خصوصی توجہ نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے مندرجہ ذیل کوتاہیاں طلبہ اور جدید فارغ شدہ حضرات میں پائی جاتی ہیں۔

۱: تصحیح قرآن پاک نہ ہونا، بالخصوص روزمرہ کی تلاوت اور تراویح قواعد کے مطابق نہ پڑھنا۔ اس وجہ سے تراویح میں صحیح سنانا نادر ہو گیا ہے۔

۲: نماز باجماعت مسجد کا اہتمام نہ ہونا۔

۳: تعدیل ارکان کے ساتھ نماز نہ پڑھنا۔

۴: اسباق کی ایسی پابندی نہ کرنا کہ ناغہ نہ ہو۔

۵: قرآن پاک کی عظمت مطلوبہ کا نہ ہونا۔

۶: تلاوت کلام پاک نہ کرنا۔

۷: غیبت و بدگمانی سے نہ بچنا۔

۸: غصہ کے وقت اور کسبِ مال میں حدود پر نہ رہنا۔

۹: اساتذہ و منتظمین کا احترام نہ کرنا، ان کو اپنا محسن نہ سمجھنا۔

۱۰: اخلاق رذیلہ کی اصلاح و فکر نہ ہونا۔ اور اخلاق حمیدہ کی تحصیل کا اہتمام نہ ہونا۔ اس سلسلہ میں چند معروضات برائے منتظمین کرام و اساتذہ عظام اور اصلاحات کا جذبہ رکھنے والے دردمندان اسلامیہ حضرات کی خدمت میں پیش ہیں۔

گزارشات برائے منتظمین حضرات کرام

۱: عظمتِ طلبہ بالخصوص طلبا قرآن پاک کا زیادہ اہتمام کرنا۔

۲: ان کے مہمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے، نیز مجاہد فی سبیل اللہ ہونے کا استحضار رکھ کر معاملات کرنا۔

۳: دوسرے معاونین و ارکان بالخصوص اساتذہ سے حسن ظن رکھنا۔

۴: مشورہ مناسب کے بعد بے فکر ہونا، اس پر عمل ہونے نہ ہونے کی فکر نہ کرنا۔

۵: فیصلہ اگر مشورہ کے خلاف ہو تو بھی تعاون کرنا۔

۶: ایسے اقوال و افعال سے احتیاط رکھنا جس سے طلبہ و اساتذہ کی بے وقعتی یا بے عزتی یا شکایت عوام کے سامنے آئے۔

۷: طلبہ کو مریض، اساتذہ کو معالج اور خود کو تیماردار سمجھ کر معاملہ کرنا یا سمجھنا۔

۸: طلبہ کی صحت جسمانی کے لیے مناسب ورزش کا انتظام کرنا۔

۹: ان کے علمی و عملی امتیاز (مثلاً اوسط سے اوپر نمبر لانے اور اہتمام تکبیر اولیٰ، تعدیل ارکان، نماز باجماعت) پر انعامات تجویز کرنا۔

۱۰: امتحان و جانچ باہر کے ماہر تجربہ کار استاد سے کرانا۔ گو صرفہ کتنا ہی ہو۔ اس سے عمدگی تعلیم میں مدد ملے گی۔

۱۱: شکایات طلبہ و اساتذہ عمومی پر کوئی اثر نہ لینا۔ البتہ شکایات خصوصی پر فریق متعلقہ سے دریافت و انکشاف حقیقت کے بعد فیصلہ کرنا۔

۱۲: بیمار طلبہ کی خاطر، دیکھ بھال، دلجوئی اور راحت رسانی کا اہتمام کرنا جس میں ضروری علاج معالجہ بھی شامل ہے۔

۱۳: حفاظ کے لیے وظیفہ میں گنجائش رکھنا۔

۱۴: تکمیلِ حفظ پر انعام خصوصی مقرر کرنا۔

۱۵: صفائی ستھرائی مدرسہ و دارالاقامہ کا اہتمام کرنا۔

۱۶: صفائی ستھرائی کے سلسلہ میں اکثر بلا اطلاع معائنہ کرنا۔

۱۷: جن اساتذہ میں صحت مطلوبہ کی کمی ہو۔ یعنی قرآن مجید یا تجوید پڑھنے کی، ادارہ کے مصارف پر پورا کرنا۔

۱۸: اساتذہ کے ذمے سبق طلبا کا اہتمام سے سننا۔

۱۹: ادعیہ اوقات متفرق کی نگرانی کا نظم قائم کرنا۔

۲۰: نماز سنت کے موافق پڑھانے کا علاج تجویز کرنا۔ کسی نگران کی نگرانی میں۔

۲۱: زیادہ بہتر یہ ہے کہ اساتذہ کو نگرانی کے لیے مقرر کرنا۔

۲۲: وظیفہ نگرانی متفرق خدمات الگ سے تجویز کرنا۔

۲۳: جسم مدرسہ کی تعمیر و تزئین کے مقابلہ میں عمدگی تعلیم کو ترجیح دینا۔ جسم مدرسہ میں اولاً صرف ضروری باتوں

کو مقدم رکھا جاوے۔ پھر عمدگی تعلیم کے بعد مناسب تزئین کی طرف توجہ فرمائی جاوے۔

۲۴: کسی کی فہمائش (خواہ وہ طالب ہی کیوں نہ ہو) پر غلطی و کوتاہی ظاہر ہونے پر اس کا ممنون ہونا اور اس غلطی و کوتاہی کی تلافی کرنا۔ اگر کسی کا حق فوت ہوا ہو تو اس سے معذرت کرنا وغیرہ۔

۲۵: معلمین قاعدہ و ناظرہ و حفظ کا مشاہرہ معقول مقرر کرنا۔ خواہ علماء کرام سے زیادہ ہو جائے۔

۲۶: ایسے اساتذہ کو معلمین مقرر کرنا جو نصاب مدرسین کی تکمیل کئے ہوئے ہوں۔

۲۷: تقرر کے وقت نصاب مدرسین کے موافق جانچ کرانا۔ اگرچہ سند تکمیل نصاب مدرسین بھی موجود ہو۔ (بعض اوقات صلاحیت حاصل شدہ بے فکری سے کم ہو جاتی ہے۔

۲۸: بروقت داخلہ طلباء قرآن پاک میں امتحان کرانا۔

۲۹: تصحیح مطلوب کی کمی پر تصحیح قرآن مجید کے لیے وقت مقرر کرنا۔

۳۰: اجتماع طلبہ، جلسہ اور وعظ میں تدویراً و حدراً طلبہ سے قرآن شریف پڑھوانا۔

۳۱: قواعدِ تجوید کے موافق سنانے پر انعام کا دیا جانا۔

۳۲: تصحیح قرآن شریف کی ناکامی پر وظیفہ کا بند کرنا اور درجہ کی ترقی سے محروم کرنا۔

۳۳: حسبِ ضرورت اساتذہ کو "اشرف التفہیم" یا "رحمۃ المتعلمین" کے مطالعہ کی تاکید کرنا اور تکمیل نصاب کرانا۔

مشورے و معروضات
برائے اساتذہ عظام

۱: تعلیمی خدمات کو اپنا فرضِ منصبی خیال کرنا اور وظیفہ کو انعام خداوندی سمجھنا۔

۲: انتظام وظیفہ و انتظام تعلیم کرنے والوں کو اپنا محسن سمجھنا اور ان کے لیے دعاءِ خیر کرتے رہنا۔ نیز عامۃ المسلمین کے لیے بھی دعا کا اہتمام کرنا۔

۳: طلباء کو بھی اپنا محسن خیال کرنا کہ ان کی وجہ سے علمی اور عملی ترقی کا موقعہ ملتا ہے۔ نیز ان کو اللہ تعالیٰ نے سببِ روزی بنایا ہے۔ کہ خدمتِ دین کے ساتھ روزی کا نظم بھی ہے۔ ہم خرما و ہم ثواب کا سلسلہ بھی ہے۔

۴: طلبہ کی عظمت بوجہ مجاہد فی سبیل اللہ و ضیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے کرنا۔

۵: مثل اولاد کے طلباء سے شفقت و محبت کا معاملہ کرنا۔

۶: ایسے معاملات سے احتیاط فرمانا کہ طلباء یا منتظمین یا معاونین کی تحقیر ظاہر ہو یا عامۃ المسلمین کے سامنے شکایت یا بے وقعتی ہو۔

۷: غصہ کی حالت میں تادیب سے احتیاط کرنا اور بشرط ضرورت تادیب حدود کے اندر کرنا۔

۹: نماز باجماعت بلکہ تکبیر اولیٰ، تعدیل ارکان، ادعیہ ماثورہ اور اوقات مقررہ کی پابندی کی تلقین فرماتے رہنا۔ گاہ بگاہ نگرانی از خود کرنا۔ (یہ حق اسلام بھی ہے)

۱۰: طلباء کی غلطی و بے ادبی پر اولاً فہمائش پھر تادیب حسبِ مصالح و موقعہ کرنا۔

۱۱: امارد کو خلوت میں آنے سے روکنا۔

۱۲: بڑے طلباء سے خدمت بعد اجازت ناظم لینا۔ امارد سے سخت احتیاط اس بارے میں رکھی جاتی ہے۔

۱۳: طلباء کی عیادت اور ضروری اعانت کا خاص خیال رکھنا۔

۱۴: ناغہ سبق کے مضرات گاہ بگاہ بیان کرنا۔

۱۵: مطالعہ کی تاکید فرمانا۔ اسی طرح تاکید مطالعہ سبق کی بھی۔

۱۶: قرآن شریف میں ہر ایک سبق خود سننا۔ دیگر جماعتوں میں باری باری سبق پڑھنا۔ یا ایک دن میں کئی طلباء سے۔

۱۷: طالب علم کے سبق کا مدار اپنی تجویز پر رکھنا کہ آج کون پہلے سناوے تاکہ سب تیاری کر کے لاویں۔

۱۸: طلباء کی شرارت اور بے ادبی پر صبر و تحمل کا اہتمام چاہیے اور اس وقت کفار کے حالات کو سامنے رکھ کر اسوۂ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سوچا جاوے بعد شفا غیظ مناسب طریقہ اصلاح کا تجویز کیا جاوے۔

۱۹: کسی کے توجہ دلانے پر اپنی غلطی علمی یا عملی ظاہر ہو تو ان کا ممنون ہونا چاہیے۔

۲۰: ظہور غلطی پر اس غلطی کی تلافی کی فکر کرنا چاہیے۔ اس سے عظمت بڑھتی ہے۔

۲۱: تعلیم متعلم یا رحمۃ المتعلمین یا اشرف التفہیم کا مطالعہ میں رکھنا۔

تجویزات بسلسلہ اصلاح مساجد و مدارس نیز معروضات برائے حضرات دردمندان ملتِ اسلامیہ

۱: ایسے مراکز قائم کیے جانا جہاں نصب خدام مسجد و مدارس کا نظم ہو اس کے لیے حدود کے اندر مساعی شعبہ مالیات کے لیے کیا جانا۔

۲: بشرط ضرورت نصاب کی تکمیل کرنے والوں کو بقدرِ خوراک وظیفہ دیا جانا۔

۳: مزید ضرورت پر مزید وظیفہ کا بھی تجویز کیا جانا۔ اس کے لیے معروضات ذیل بطور طریق کار کی جاتی ہیں:

۱: اہلِ اصلاح کے اجتماعات خصوصی و عمومی کے موقع پر اہمیت انتظام صحیح مدارس و مساجد کو واضح کرنا اور ان کو مالی معاونت کی ترغیب دینا۔

۲: اہلِ خیر حضرات کو اجتماعاً انفراداً اس طرف متوجہ کرنا۔

۳: بدعملی اور اخلاقِ رذیلہ کے مضرات اور اخلاقِ حمیدہ کی ضرورت و اہمیت سے وقتاً فوقتاً لوگوں کو آگاہ کرتے رہنا۔

۴: اصلاحی جذبہ رکھنے والے حضرات سے تعاون کی کوشش کرنا

۵: منتظمین مساجد و مدارس کو ان امور کی طرف توجہ دلانا حسب ضرورت۔

۶: اکابر سے وقتاً فوقتاً دعا کی درخواست کرنا۔

۷: اشتہارات و رسائل و اخبارات مناسبہ کے ذریعے مراکز کی تعین کی اطلاع کرنا۔

۸: اُمتِ مسلمہ بالخصوص طلبہ کو عظمتِ قرآنِ پاک سے اور احترام و احکامِ مساجد سے گاہ بگاہ آگاہ کرنا۔

۹: طلبارِ دین بالخصوص قرآن کریم کے ساتھ احترام و عظمت کا معاملہ کرنا۔

۱۰: اساتذہ و منتظمین کی عظمت اپنے اور دوسروں کے قلوب میں بٹھانا۔

نصابات برائے ائمہ، مؤذنین و خدام مساجد

ا: نصاب ائمہ:

۱: نصاب مؤذنین کی تکمیل کرانا۔

۲: قرآن مجید کی منزل ہفتم کا یاد ہونا۔ یا کم از کم اکثر سورت قصار و اوسط و طوال مفصل یاد ہونا۔

۳: اہلِ علم ہونا ورنہ کتب مسائل و فضائل سُنانے کی لیاقت ہونا۔

۴: نمازِ جنازہ، صلوٰۃ التسبیح، صلوٰۃ استخارہ، نمازِ جمعہ و عیدین کی مشق کرانا۔ خطبہ نکاح و جمعہ یاد ہونا۔ طریقِ نکاح سے واقف ہونا۔

۵: قرآن پاک تدویراً صحیح پڑھنا، حافظ ہونے پر حدراً صحیح پڑھنا۔

۶: احکام و آداب تبلیغ سے واقف ہونا۔

۷: اکابر میں سے کسی سے اصلاحی تعلق ہونا۔

ب: نصاب مؤذنین

۱: تصحیح حروف و حروف مدولین کی معرفت و مشق بالخصوص اللہ اکبر، الصلوٰۃ خیر من النوم، کہنے پر لام کے مد کو حدِ طبعی سے طویل کرنے سے بچنا۔

۲: مسائل اذان و اقامت کا محفوظ کرنا۔

۳: نماز کی مسنون صورتیں یاد کرنا۔

۴: نواقض وضو، واجبات وضو و غسل و فرائض غسل کا یاد ہونا۔

۵: مسنون طریقہ نماز سے واقف ہونا۔

۶: مسائل سہو و مفسدات نماز و صلوٰۃ سے واقف ہونا۔

۷: موجبات فسق سے احتیاط کرنا۔

۸: اکابر میں سے کسی سے تعلق ہونا۔

۹: تدویراً کسی سے صحیح قرآن مجید پڑھنا۔ حافظ ہونے پر حدراً بھی صحیح پڑھنا۔

۱۰: لحن جلی سے بچنا، یہ اس لیے ہے کہ امام کی قائم مقامی کر سکیں۔

۱۱: مسائل غسل میت، تجہیز و تکفین سے واقف ہونا۔

ج: نصاب خدام

۱: تصحیح اذان و اقامت کہ قائم مقامی مؤذن کر سکیں۔

۲: خدام مسجد کی عظمت دل میں ہونا۔ اور ان کے ادا کرنے کا تحمل ہونا۔

تجلیاتِ مجددؒ الفِ ثانی

مکتوباتؒ کے آئینے میں

ترجمہ : مولانا نسیم احمد فریدی امروہی ـــــ مرسلہ : مولانا ظفر احمد قادری واہگہ بارڈر لاہور

مکتوب نمبر ۲۷۳، خواجہ حسام الدین دہلوی کے نام

در بیان مولود خوانی

..... التفات نامہ جو از راہِ کرم اس حقیر کو بھیجا تھا، پاکر خوش ہوا۔ جزاکم اللہ خیراً۔ اس گرامی نامہ میں لکھا ہوا تھا کہ اگر سماع کے روکنے کے اندر اتنا مبالغہ ہو کہ مولود سے منع کرنا بھی اس ضمن میں شامل ہو جائے ـــ حالانکہ مولود میں قصائد نعتیہ اور کچھ اشعار کا پڑھنا ہوتا ہے تو اس صورت میں میر محمد نعمان اور یہاں کے (خانقاہ خواجہ باقی باللہؒ) احباب کے لیے جنہوں نے خوابوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا کہ مجلس مولود سے بہت راضی ہیں ـــ مولود کا ترک کرنا بہت مشکل ہے ـــ مخدوما! اگر خوابوں پر ہی اعتماد کر لیا جاتے تو مریدوں کو پیروں کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ اور صوفیاؒ کے طریقوں میں سے کسی ایک طریقے کو لازم پکڑنا ایک بے فائدہ عمل ہو جائے گا۔ اس لیے کہ ہر مرید اپنی خوابوں کے موافق عمل کر لیا کریگا۔ انہی خوابوں کے مطابق اپنی زندگی گزارے گا۔ چاہے وہ خوابیں طریقۂ پیر کے موافق ہوں یا نہ ہوں اور مرشد کی پسندیدہ ہوں یا نہ ہوں۔ ایسی صورت میں سلسلۂ پیری مریدی درہم برہم اور ہر ابوالہوس اپنے طور وطریق میں مستقل ہو جائے گا۔ مرید صادق ہزار خوابوں کو بھی اپنے پیر کے ہوتے ہوئے آدھے جو کے عوض بھی نہ خریدے گا۔ اور طالب رشید پیر کے ہوگئے ہوئے اس قسم کے خوابوں کو خوابہائے پریشان سمجھے گا ـــ شیطان لعین بڑا زبردست دشمن ہے۔ جو لوگ انتہا کمال کو پہونچ گئے ہیں وہ بھی اس کی چال سے مامون وبے فکر نہیں۔ بلکہ اس کی مکاری سے برابر ڈرتے لرزتے رہتے ہیں ـــ مبتدیوں اور متوسطوں کا تو ذکر ہی کیا ہے ـــ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ منتہی غلبۂ شیطان سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ برخلاف مبتدیوں کے اور متوسطوں کے (کہ غلبۂ شیطان سے ان کے مغلوب ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے۔) ـــ پس ان کی خوابیں قابلِ اعتماد نہیں۔ اور شیطان کے مکر سے محفوظ نہیں ـــ (اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے) کہ جس خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں وہ تو سچی ہی ہوتی ہے اور مکر و شیطان سے محفوظ ـــ اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔ (اس کا جواب یہ ہے کہ): صاحبِ فتوحاتِ مکیہ (شیخ ابن عربیؒ) نے شیطان کے عدم تمثل و تشکل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صورتِ خاص کے ساتھ مخصوص کیا ہے جو مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً میں (گنبد خضرا) کے اندر مدفون ہے۔ شیخ اکبر نے شکلِ خاص کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور شکل میں عدم تمثل کو تجویز نہیں کرتے۔ (یعنی وہ کہتے ہیں کہ شیطان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل شکل میں تو نہیں آسکتا۔ البتہ دوسری شکل میں آکر اصل شکل کا گمان پیدا کرکے دھوکے میں ڈال سکتا ہے)۔ اور یہ بات ظاہر اور قابلِ شک و شبہ

ہے کہ خواب میں اس شکل خاص کی تمیز بہت مشکل ہے۔ لہٰذا ہر خواب کیسے لائق اعتماد ہو گی۔ اچھا اگر عدم تمثل کو صورتِ خاصہ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص نہ بھی کریں جیسا کہ بہت سے علماء نے مخصوص نہیں کیا اور مناسب رفعت شانِ نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی ہے کہ مخصوص نہ کیا جائے، تو پھر ہم یہ ضرور کہیں گے کہ اس دیکھی ہوئی صورت سے احکام حاصل کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ اور غیر پسندیدہ باتوں کا معلوم کرنا مشکل ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ دشمن لعین شیطان مردود درمیان میں آ گیا ہو۔ اور خلافِ واقع کو واقع دکھا رہا ہو اور شبہ میں ڈال کر اپنی عبارت و اشارت کو اس ذاتِ عالی کی عبارت و اشارت بتا رہا ہو۔ (یعنی بموجب حدیث آپ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو واقعی آپؐ ہی کو دیکھا۔ مگر خواب کے کلام اور اشارت کو تعلیماتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شریعتِ مطہرہ کے مطابق کر کے دیکھا جائے گا۔ اگر وہ اس قانون کے مطابق ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ذریعے سے دنیا میں اشاعت پذیر ہوا تو قابلِ تسلیم ہے ورنہ مخالفِ قانونِ شریعت کی صورت میں وہ قابلِ قبول نہ ہو گا۔ خود حدیث شریف میں بھی رُویت کے حق ہونے کو فرمایا گیا ہے۔ کلام کے بارے میں نہیں فرمایا گیا کہ ایسے خواب کا ہر مسموع کلام حق ہے ...... حالت خواب حواس کے معطل ہونے کی حالت ہے اور التباس و اشتباہ کا محل بھی ہے۔ علاوہ ازیں خواب کے عالم میں انسان تنہا ہوتا ہے پھر یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ وہ خواب (ہر حیثیت سے) تصرفِ شیطان سے تلبیس ابلیس سے محفوظ ہے ــــ یا یوں کہا جائے کہ چونکہ (مولود میں) قصائد نعتیہ پڑھنے اور سننے والوں کے ذہنوں میں یہ بات پہلے سے بیٹھی ہوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عمل سے راضی ہوں گے جیسا کہ دنیا کے ممدوح اپنے مدح گویوں سے راضی ہوتے ہیں۔ اور یہ بات ان کی قوتِ متخیلہ میں نقش تھی۔ اس لیے ہو سکتا ہے کہ خواب میں انھوں نے اپنی صورتِ متخیلہ کو دیکھا ہو۔ اور اس خواب کی نہ کوئی حقیقت ہو اور نہ وہ (شیطان لعین کا) تمثل ہو ــــ (اس کے علاوہ اگر وہ خواب سچی) ہو تو سچی خواب کبھی ظاہر پر محمول ہوتی ہے اور اس کی حقیقت وہی ہوتی ہے۔ جس کو دیکھنے والے نے دیکھا ہو۔ مثلاً زید کی صورت کو خواب میں دیکھا ہے اور مُراد بھی حقیقت زید ہی ہو۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ظاہر سے پھیر کر اس کی تعبیر لی جاتی ہے۔ مثلاً صورتِ زید کو خواب میں دیکھا۔ اور اس سے مراد عمر ہو۔ اس علاقہ و مناسبت کی بناء پر جو زید و عمر کے درمیان میں ہے، پس یہ خوابہائے مذکورہ جن کو دوستوں نے دیکھا ہے کہاں سے معلوم ہوا کہ ظاہر پر ہی محمول ہیں اور ظاہر سے پھری ہوئی نہیں ہیں۔ یہ کیوں نہیں ہو سکتا کہ ان خوابوں کی کوئی دوسری تعبیر ہو اور وہ خوابیں دوسرے امور کی طرف کنایے ہوں۔ اس صورت میں تمثل شیطانی کی گنجائش ماننے کی بھی ضرورت نہیں۔ الغرض (محض) خوابوں پر ہی بھروسہ نہ رکھنا چاہیئے۔ خارج میں اشیاء موجود ہیں۔ کوشش کی جائے کہ ان اشیاء کو بیداری میں دیکھیں۔ کہ یہ صورت شیانِ اعتماد ہے۔ اور اس میں تعبیرات کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی۔ جو خواب و خیال میں دیکھا جائے گا وہ خواب و خیال ہی ہے۔

خانقاہ دہلی کے دوست مدت سے اپنی اس روش پر زندگی گزار رہے ہیں۔ خیر ان کو اختیار ہے مگر میر محمد نعمانؒ کو تعمیلِ حکم کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔ اگر وہ میرے منع کرنے کے بعد ایک لمحہ بھی توقف کریں گے تو (اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے) ان کے لیے ضرر کا اندیشہ ہے۔ اگر فرض کرو وہ بھی توقف کریں تو ضرر کسے پہونچے گا؟ فقیر جو اتنے مبالغے کے ساتھ منع کر رہا ہے اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ اپنے طریقے کی مخالفت ہے۔ طریقے کی مخالفت خواہ سماع و رقص کے ساتھ ہو، خواہ مولود شعر خوانی کے ساتھ ہو دونوں برابر ہیں۔ ہر

طریقے میں ایک مطلب خاص تک پہونچنا ہوتا ہے، ہمارے اس طریقے میں مطلب خاص تک پہنچنا ان مذکورہ امور کے چھوڑنے پر موقوف ہے۔ جس کسی کو اس ہمارے طریقے کی طلب مقصود ہو اس کو چاہیئے کہ اس طریقے کی مخالفت سے اجتناب کرے — بستی فیروز آباد دہلی جو ہم فقراء کا ملجاء اور ماویٰ ہے اور ہمارے پیر مرشد کا مرکز ہے اس میں اگر کوئی ایسی بات پیدا کی جائے جو اس طریقے کے مخالف ہو تو ہم فقراء کے لیے یہ عمل باعث تشویش و اضطراب ہے — مخدوم زادگان (خواجہ عبیداللہؒ و خواجہ عبداللہؒ) اپنے والد بزرگوار کے طریقے کو محفوظ رکھنے کے زیادہ ذمہ دار ہیں — حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کے صاحبزادوں نے اپنے والد بزرگوار کے طریقوں میں تغیّر آ جانے کے بعد ان کے اصل طریقوں کی مخالفت کی اور تغیّر و تبدّل کرنے والوں سے مجادلہ کیا۔ چنانچہ آپ نے بھی اس کو سنا ہو گا۔ آپ نے ہمارے حضرۃ خواجہؒ کے مشرب کے بارے بھی کچھ لکھا تھا — ہاں شروع شروع میں انھوں نے بعض امور میں مشرب ملامتہ کی رعایت کر کے سہل پسندی سے کام لیا ہے، اور ملامت کو ترجیح دے کر بعض معاملات میں ترکِ عزیمت (ترک اولیٰ) کو اختیار کیا ہے۔ لیکن آخر میں ان باتوں سے اجتناب کرتے تھے۔ اور ملامت و ملامتہ سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا

از روئے انصاف فرمائیے، اگر بالفرض خواجہؒ (باقی باللہ) اس وقت دنیا میں موجود ہوتے اور یہ مجلس (مولود خوانی) منعقد ہوتی تو کیا وہ اس امر سے راضی ہوتے اور اس اجتماع کو پسند فرماتے۔ فقیر کو یقین ہے کہ وہ اس امر کو ہرگز جائز نہ رکھتے۔ بلکہ وہ اس سے منع فرماتے

مقصود فقیر کا اطلاع کرنا ہے۔ میری بات کو قبول کیجیے یا نہ کیجیے — اگر مخدوم زادگان اور وہاں کے احباب اسی موضوع پر قائم رہے تو ہم فقیروں کو ان کی صحبت سے محرومی کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ ہو گا — والسلام اولاً و آخراً۔

* * *

ضروری وضاحت

خدام الدین کی ایک گذشتہ اشاعت میں محکمہ اوقاف کے افسر بکار خاص طارق جنجوعہ صاحب کے متعلق لکھا گیا تھا کہ وہ قادیانی ہیں — اس پر موصوف نے اپنا وضاحتی بیان مولانا عبدالغفار آزاد، مولانا اصغر علی اور ڈاکٹر مناظر حسین نظر کی موجودگی میں لکھ کر دستخط ثبت کیے — ہم اس بیان کو شائع کرتے ہوئے خوشی محسوس کر رہے ہیں اور طارق صاحب کو جو ذہنی پریشانی ہوئی اس پر معذرت خواہ ہیں۔ (ادارہ)

میں مسمّی محمد طارق جنجوعہ ولد فقیر محمد جنجوعہ اعلان کرتا ہوں کہ میں یا میرے خاندان میں سے کوئی شخص قادیانی اور لاہوری مرزائی پارٹی سے کبھی متعلق رہے ہیں نہ ہیں اور نہ ہوں گے۔ میرا اور میرے خاندان کے تمام افراد کا ایمان ہے کہ سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء والرسل ہیں۔ ان کے بعد تمام مدعی نبوت چاہے وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہو یا کوئی اور شخص وہ کافر ہے۔ جو شخص ایسے مدعی نبوت اور مدعی مسیحیت یا مہدیت یا مجددیت کو مسلمان سمجھیں میں ان سب کو کافر سمجھتا ہوں۔ یہ وضاحت میں عامۃ المسلمین میں شکوک و شبہات کے ازالے کے لیے کر رہا ہوں۔

صدیقِ اکبرؓ

ہر ایک وصفِ ندیمِ نبی حمیدہ ہے
مری زباں پہ ابوبکرؓ کا قصیدہ ہے

وہ جس کے واسطے آیا ہے اذھما فی الغار
خدا بھی کہتا ہے جس کو رسولِ پاک کا یار

وہ جس نے گھر کو لٹایا ہے دین کی خاطر
وہ جس کے صدق و صفا سے نہیں کوئی بڑھکر

جو تھا گروہِ صحابہ میں سربلند ایسا!
کہ جیسے جھنڈ کے پیڑوں میں ایک پیڑ اونچا

وفا شعاری و ایثار جس کی عادت تھی
رسولِ پاکؐ سے جس کو بڑی محبّت تھی

نبیؐ ہے چاند تو اس چاند کا ہے ہالہ وہ
نبیؐ کے بعد اُمّت میں سب سے بالا وہ

نہ لڑکھڑائے قدم جس کے سخت لمحوں میں
جو مُسکراتا رہا دشمنوں کے نرغوں میں

خلوص و مہر و مروت کی جو نشانی ہے
جو اہلِ دِل کے لیے پیار کی کہانی ہے

اسی عظیم بشر کو سلام کرتا ہوں
اسی عظیم بشر کو سلام کرتا ہوں

اطہر سلیمی

امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

مولانا بشیر احمد قادری نعمانی، فقیر والی

سیّد الفقہاء، محدثِ کبیر، قدوۃ الاتقیاء زبدۃ الاصفیاء، امامِ اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت تاریخِ اسلام کی اتنی عظیم الشان، اتنی جلیل القدر اور اتنی فقید المثال شخصیت ہے کہ صحابہ کرامؓ کے بعد ساری تاریخِ اسلام میں ایسی۔ بلند پایہ، ایسی جامع اور ایسی ہمہ گیر شخصیت کہیں نظر نہیں آتی۔

امام شافعیؒ کے حالاتِ زندگی پر نظر ڈالیے تو وہ آپ کو امامِ اعظم کے شاگردِ رشید حضرت امام محمد کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کر کے اکتسابِ فیض کرتے نظر آئیں گے۔

امام داؤد طائی اور حضرۃ فضیل بن عیاض جیسے اُمّت کے فقید المثال عابد و زاہد بھی امامِ اعظم کے شاگردوں کی صف میں بیٹھے نظر آئیں گے۔

حضرت امام زفر بن ھذیل المتوفیٰ سنہ ۱۵۸ھ امام ابو یوسف متوفی سنہ ۱۸۳ھ اور حضرت امام محمد متوفی سنہ ۱۸۹ھ جیسے عظیم مجتہد و فقیہ اور عظیم محدث آپ سے حدیث و فقہ کی تعلیم حاصل کرتے دکھائی دیں گے۔

حضرت امام عبداللہ بن مبارک متوفی سنہ ۱۸۱ھ (جو کہ علامہ ذہبی کے الفاظ میں الامام العلامۃ الحافظ شیخ الاسلام فخر المجاہدین اور قدوۃ الزاھدین تھے۔ تذکرہ ص ۲۵۳، ج ۱)

امام وکیع بن جراح (جن کے بارے میں امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ میری آنکھوں نے وکیع جیسی عظیم شخصیت نہیں دیکھی۔ بغدادی ص ۴۷۰ ج ۱۴) اور امام یحییٰ بن معین متوفیٰ سنہ ۲۳۳ھ (جن کے بارہ میں امام احمد فرماتے ہیں کہ جس حدیث کو یحییٰ بن معین نہ پہچانتے ہوں وہ سرے سے حدیث ہی نہیں۔ بغدادی ص ۱۸۰ ج ۱۴۔ اور جن کی شاگردی اختیار کر کے امام بخاریؒ امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نے علمِ حدیث میں مہارت حاصل کی۔ تہذیب التہذیب ص ۲۸۱ ج ۲)۔ جیسے عظیم محدث آپ کے تلمذ پر فخر کرتے۔ آپ کے کمالات و اوصاف کی مدح سرائی کرتے اور آپ کے مذہب کے مطابق فتویٰ دیتے دکھائی دیں گے۔ اب احقر اختصار کے ساتھ امام الائمہ کے نام، کنیت، لقب اور علمی مقام پر روشنی ڈالتا ہے۔

نام

امامِ اعظم کا اسمِ گرامی و نام نامی نعمان ہے۔ کنیت ابو حنیفہ اور لقب امامِ اعظم ہے۔ ولادت کے سال میں اختلاف ہے۔ علامہ کوثری نے سنہ ۷۰ھ کو قرائن و دلائل سے راجح قرار دیا ہے۔ حافظ سمعانی اور ان کے ساتھ حافظ ابن حبان نے کتاب الجرح والتعدیل میں اور ابوالقاسم سمعانی نے روضۃ الصفا میں بھی سنہ ۶۱ھ کو ترجیح دی ہے۔

وجہ تسمیہ

امام ابن حجر مکیؒ نے امامِ اعظمؒ کو نعمان کہنے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ نعمان لغت میں اس خون کو کہتے ہیں جس پر سارے بدن اور تمام جسم کا سارا ڈھانچہ قائم ہے۔ اور جس کے ذریعہ سارے جسم کی تمام مشینری متحرک ہے۔ جس کے سبب آنکھوں میں نور، دل میں سرور، دماغ میں قوت اور اعضاء و جوارح میں طاقت ہے۔ اسی لیے روح کو بھی نعمان کہتے ہیں۔ چونکہ امامِ اعظمؒ کی ذاتِ گرامی اسلام میں قانون سازی کے فن کے لیے محور اور اس کے مشکلات کی گرہ کشائی کے لیے مرکزی حیثیت رکھتی

ہے۔ اس لیے آپ کو نعمان کہا جاتا ہے۔

چنانچہ ابن حجر کی شافعیؒ لکھتے ہیں: فالو حنیفة بہٖ قوام الفقہ امام ابوحنیفہ کی شخصیت فقہ کا مرکزی محور ہے۔

کنیّت

امام اعظمؒ کی کنیّت ابوحنیفہ ہے۔ لغت میں حنیفہ حنیف کا مونث ہے۔ حنیف اسے کہتے ہیں جو سب سے ہٹ کر، تمام کائنات سے کٹ کر صرف اللہ تعالیٰ کا ہو رہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو بھی حنیف اس لیے کہتے ہیں کہ انھوں نے تمام خاندان سے منہ موڑ کر اپنے رب تبارک و تعالیٰ سے تعلق جوڑا تھا۔ امام اعظم نے یہ کنیّت تفاؤل کی بنار پر اختیار کی۔ ورنہ اس نام کی آپ کی کوئی صاحبزادی نہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجر کی تحریر فرماتے ہیں: ولا یعلم لہٗ ذکر ولا انثیٰ۔ حماد کے سوا آپ کا نہ کوئی لڑکا ہے اور نہ ہی لڑکی۔

لقب

آپ کا لقب امام اعظم ہے آپ کی عظیم الشان دینی خدمات اور فقید المثال اور عدیم النظیر کارناموں کی بنار پر امت نے آپ کو امام اعظمؒ کے لقب سے ملقب کیا۔ آپ کو امام اعظم کہنے والے صرف احناف ہی نہیں بلکہ اپنے اور پرائے، یگانے اور بیگانے، احناف، شوافع، مالکیہ، مقابلہ اور غیر مقلدین سب ہی آپ کو اس عظیم الشان لقب سے پکارتے ہیں۔

امام اعظم کا علمی مرتبہ

حضرت امام شافعی امام اعظم کی علمی عظمت و رفعت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں" جو شخص فقہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ وہ امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں کے نقش قدم پر چلے۔ کیونکہ تمام لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کے خوشہ چیں ہیں"

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ:

امام ابوحنیفہ علم اور تقویٰ اور زہد اور اختیار آخرت میں اتنے بلند مقام کے حامل ہیں کہ ان کے بعد کوئی ان کے مقام کو نہیں پا سکا۔

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ امام اعظم روئے زمین کے سب سے بڑے فقیہ ہیں۔ نیز فرماتے ہیں کہ جیسے باز کے سامنے چڑیوں کی حالت ہوتی ہے۔ ویسی ہی حالت امام ابوحنیفہ کے سامنے ہماری تھی۔

امام نوویؒ نے تہذیب الاسمار میں لکھا ہے کہ ابوبکر بن عیاش سے مروی ہے کہ جب امام ثوری کے والد ماجد فوت ہوئے تو امام صاحب تعزیت کے واسطہ ان کے پاس گئے تو سفیان ثوری امام ابوحنیفہ کو دیکھ کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور ان کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور ان کو اپنی جگہ بٹھا کر خود ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ جب امام صاحب واپس تشریف لے گئے تو امام سفیان ثوری کے شاگردوں نے کہا کہ حضرت آج ہم نے بڑی عجیب بات دیکھی ہے۔ اس پر امام سفیان ثوری نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس اہل علم میں سے ایک شخص آیا اگر میں اس کے علم کے لیے نہ اٹھتا تو اس کی عمر کے لیے اٹھتا اور اگر اس کی عمر کے لیے نہ اٹھتا تو اس کی فقاہت کے لیے اٹھتا، اور اگر اس کی فقاہت کے لیے نہ اٹھتا تو اس کی پرہیزگاری کے لیے اٹھتا۔

حضرت امام عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ "اگر خدائے تعالیٰ امام ابوحنیفہؒ اور حضرت سفیان ثوریؒ کے ذریعہ میری فریاد رسی نہ فرماتے تو میں ایک عام آدمی ہوتا۔ حضرت مکی بن ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ اپنے اہل زمانہ میں سب سے بڑے عالم تھے۔

امام نضر بن شمیل فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ سے غافل اور بے خبر تھے۔ امام ابوحنیفہؒ نے ان کو جگایا اور بیدار کیا ہے۔

امام ابوبکر بن عیاش فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ سب اہل زمانہ سے افضل ہیں۔ علی بن عاصم فرماتے ہیں کہ اگر امام ابوحنیفہؒ کی عقل کا روئے زمین کے نصف باشندوں کی عقل سے موازنہ کیا جائے تو یقیناً آپ کی عقل ان کی عقلوں پر غالب آجائے گی۔

یزید بن ہارون فرماتے ہیں کہ میں نے ہزار شیوخ سے پڑھا ہے، لیکن خداوند قدوس کی قسم کھاکر

باقی صفحہ ۲۸ پر

دو روزہ ختمِ نبوّت کانفرنس

منعقدہ شاہجہان مسجد ووکنگ

قادیانیوں کی بین الاقوامی وفات مسیح کانفرنس کے جواب میں انگلستان کے طول و عرض میں اسلامی کانفرنسوں اور جلسوں کا سلسلہ جاری ہے۔ ووکنگ مسجد میں ختم نبوت پر دو روزہ کانفرنس کا آغاز مورخہ ۵ اگست ۱۹۷۸ء ۶ بجے شام ہوا۔ کانفرنس کی یہ نشست ۹ بجے تک جاری رہی۔ صدارت حافظ محمد یعقوب صاحب سابق سیکرٹری تعلیم گورنمنٹ آزاد کشمیر نے کی۔ کانفرنس کی کاروائی قاری بشیر احمد صاحب خطیب جامع مسجد ووکنگ کی تلاوت قرآن سے شروع ہوئی۔ اس کے بعد مولانا محمود احمد صاحب فاضل مدینہ یونیورسٹی نے ایک گھنٹہ تک ختم نبوّت کے عنوان پر بیان کیا۔ ان کے بعد مولانا قاری بشیر احمد صاحب نے مرزا غلام احمد کی تحریکِ انتشار اور تکفیرِ ملتِ اسلامیہ پر مدلل تقریر کی اور قادیانی لٹریچر سے اس کے حوالے پیش کئے۔ ان کے بعد ڈاکٹر علامہ خالد محمود ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر نے نہایت بلیغ اور عالمانہ انداز میں ختم نبوت کی اہمیّت کو سامعین کے سامنے پیش کیا اور ساتھ ہی مرزائیوں کے دجل اور فریب اور ریشہ دوانیوں کی نہایت مدلّل انداز میں نقاب کشائی کی۔ جلسہ گاہ کے باہر قادیانی عامۃ المسلمین کو مغالطہ دینے کے لیے ختم نبوّت پر ایک پمفلٹ تقسیم کر رہے تھے۔ پمفلٹ اسی وقت جلسہ گاہ میں لایا گیا جس کے علامہ موصوف نے مسکت جوابات دیئے اور قادیانیوں کی دلفریب تحریروں کا ایسے انداز میں پردہ چاک کیا کہ سامعین ایسا محسوس کر رہے تھے کہ علم و عرفان کی بارش ہو رہی ہے، اور قادیانیوں کی تحریفات اور تلبیسانہ مکر و فریب کا کوئی ایسا گوشہ نہ چھوڑا جو کہ عامۃ المسلمین کے لیے عقدہ بنا رہے۔

آخر میں جناب ہاشمی صاحب نے آج کے اجلاس کے لیے اختتامی خطاب کیا اور ختم نبوّت کے پروانوں کے لیے عقیدت کے پھول برسائے۔ آپ نے ختم نبوّت کی خدمات میں مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ، مولانا عطاء اللہ شاہ صاحبؒ بخاری، مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ لدھیانوی، مولانا ظفر علی خان ڈاکٹر علامہ محمد اقبال اور مولانا منظور احمد چنیوٹی کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا۔ آپ نے کہا کہ قادیانیوں کا سایہ اعلان کر دو انگریزی میں مناظرہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ موجب حیرت ہے۔ مرزا غلام احمد نے باوجود انگریزی نبی ہونے کے انگریزی میں کوئی کتاب نہیں لکھی۔ اب قادیانیوں کا انگریزی زبان کے سایہ میں پناہ تلاش کرنا معنی خیز اور مغالطہ انگیز ہے۔ ہاشمی صاحب نے قادیانیوں کو مرزا غلام احمد کی سیرت پر انگریزی میں تقریری مناظرے کی دعوت دی اور فرمایا کہ تحریرات تو دونوں طرف سے لاتعداد موجود ہیں۔ تحریری مناظرے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ان میں جرأت ہے تو تقریری مناظرے میں سامنے آئیں قادیانی جماعت کے ڈائری نویس نمائندے اس وقت مجلس میں شریک تھے۔

منتظمین کی طرف سے سب حاضرین کے لیے افطاری اور کھانے کا انتظام تھا۔ نماز مغرب سے فارغ ہو کر سب حاضرین لائبریری میں تشریف لے گئے اور وہاں دو نشستوں میں کھانے کی مجلس ہوئی۔

نشستِ دوم بروز اتوار ۶ راگست

ختم نبوت کانفرنس کی دوسری نشست

کا آغاز تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا۔ اس نشست کے صدر جناب قطب الدین عزیز وزیر تعلقاتِ عامہ سفارت خانہ پاکستان تھے۔ شاہ جہاں مسجد ووکنگ سامعین سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ سب سے پہلے مناظرِ اسلام، فاتح ربوہ مولانا منظور احمد چنیوٹی نے خطاب فرمایا۔ آپ کی تقریر دو گھنٹہ تک جاری رہی۔ آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تاریک زندگی کے اوراق اُلٹے۔ اس کی بناسپتی نبوت کو طشت از بام کیا۔ اور ختم نبوت کی حقانیت و اہمیت کے ساتھ ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کی گھناؤنی سیرت اس کی اصل کتب کے حوالہ جات سے پیش کی اور دلائل کا انبار لگا دیا۔ مولانا چنیوٹی نے مرزا قادیانی کو حدیثِ نبویؐ کا مصداق (کذاب) ثابت کرنے کے لیے اس کی کتابوں سے بلشمار جھوٹ اور بہتان جو اس نے انبیاءؑ پر لگائے ہیں، بڑی وضاحت کے ساتھ پیش کیے۔ آخر میں مولانا نے بتایا کہ چودھویں صدی کے متعلق جو مشہور ہے کہ یہ آخری صدی ہے یہ قرآن و حدیث کے بالکل خلاف ہے۔ بلکہ یہ کفریہ عقیدہ ہے اور یہ جھوٹ مرزا قادیانی نے گھڑ کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ احادیثِ صحیحہ میں آیا ہے کہ مہدی اور مسیح چودھویں صدی میں آئے گا۔ مولانا چنیوٹی نے فرمایا کہ یہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جھوٹ اور بہتان ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی حدیث میں چودھویں صدی کا ذکر نہیں کیا۔ اگر کوئی قادیانی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی ایک حدیث بھی پیش کر دے جس میں چودھویں صدی کا ذکر ہو تو اسے مبلغ دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ ان کے بعد علامہ ڈاکٹر خالد محمود نے ختم نبوت اور خلافتِ راشدہ کا اعتقادی اور تاریخی رشتہ نہایت فاضلانہ انداز میں پیش کیا اور لوگوں کے بہت سے شبہات کا بڑے احسن طریق سے ازالہ فرمایا۔ حضرۃ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خلیفۂ اول ہونا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق سامعین کے سامنے ایک حقیقت بن کر آ گیا۔ علامہ موصوف نے خلفاء کے چناؤ کا شرعی طریقہ بھی عالمانہ انداز میں حاضرین کو سمجھایا۔

علامہ خالد محمود کے بعد صاحبزادہ امداد حسین نے مرزا غلام احمد کی سازشی نبوت سے پردہ سرکایا۔ آپ کے بعد صدر محترم قطب الدین عزیز نے علماءِ اسلام کی شاندار خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ جو یہ حضرات انگریزوں کے خود کاشتہ نبوت کو بے نقاب کرنے کے لیے عمل میں لا رہے ہیں۔ آپ نے پاکستان میں قادیانیوں کے اقلیت قرار دیئے جانے پر تفصیل تبصرہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ یورپ میں اسلامی تبلیغ کی سخت ضرورت ہے۔ اور اس کو پورے نظم و فکر سے عمل میں آنا چاہیئے۔ آپ کے بعد مولانا حبیب الرحمان نے سورت کوثر پر تقریر کی اور ان کے بعد مولانا فضل کریم عاصم صدر جمعیتہ اہلِ حدیث نے اسلامی اتحاد پر مختصر تقریر فرمائی۔ آخر میں جناب حافظ یعقوب ہاشمی نے علامہ ڈاکٹر اقبال اور ختم نبوت کے موضوع پر ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔ کانفرنس کی یہ نشست دعائے خیر سے عصر کی نماز پر ختم ہوئی دعائے خیر مولانا قاری بشیر احمد صاحب خطیب جامع مسجد ووکنگ نے کی۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

پروفیسر عبدالمجید چکوال

وجوہِ فضائل ــ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہٗ

امن الناس

بارھویں دلیل افضلیت کا ایک اہم معیار حضورؐ کی خدمت اور آپؐ کے ساتھ احسان و حسنِ سلوک ہے۔ تمام صحابہؓ میں ابوبکرؓ نے حضورؐ پر سب سے زیادہ احسانات کیے۔ خود ارشاد نبویؐ ہے۔ اِنَّ اَمَنَّ النَّاسِ عَلَیَّ فِی صُحبَتِہٖ وَمَالِہٖ اَبُوبَکرٍ (مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا مال قربان کرنے میں اور رفاقت میں ابوبکرؓ ہے۔ (بخاری) یہ حدیث ۱۳ صحابہؓ سے مروی ہے اور متواتر حدیثوں میں شامل ہے۔

حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا:۔

انہ لیس احد امن علی فی نفسہ ومالہ من ابی بکر ابن ابی قحافہ (کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس نے ابوبکر بن ابی قحافہؓ سے زیادہ مجھ پر احسان کیا ہو، اپنی جان اور مال سے) (احمد)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا:۔

ما نفعنی مال احد قط۔ ما نفعنی مال ابی بکر (کسی کے مال نے مجھے اتنا نفع نہیں دیا جتنا کہ ابوبکرؓ کے مال نے) (احمد)

نیز حضورؐ کا ارشاد ہے:

ما لاحدٍ عندنا ید الا و قد کان فیناہ ماخلا ابابکر فان لہٗ عندنا یدا یکافیہ اللہ بھا یوم القیمۃ (ترمذی)

(ہمارے اوپر جس کسی کا کوئی احسان تھا ہم نے اس کا بدلہ ادا کر دیا ہے سوائے ابوبکرؓ کے کہ ان کے احسان کا بدلہ قیامت کے دن اللہ ہی دے گا)

حضورؐ پر ابوبکرؓ کے احسانات اور حضورؐ کی زبان سے ان کا اعتراف ابوبکرؓ کی افضلیت پر شاہد عادل ہیں ۔

آں امن الناس بر مولائے ما
آں کلیم اول سینائے ما

ثانی اثنین

تیرھویں دلیل حضرت ابوبکرؓ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ ان کو خالق کائنات نے ثانی اثنین کا خطاب عنایت فرمایا۔ اور اس خطاب کے ذریعہ حضورؐ سے ان کے تعلق، محبت، قرب اور مناسبت کا اظہار فرمایا ــ حقیقت یہ ہے آپ اپنی پوری زندگی حضورؐ کے ساتھ رہے۔ وفات سے پہلے بھی اور وفات کے بعد بھی۔

حضرت ابوبکرؓ کو بچپن ہی سے حضورؐ کے ساتھ اُنس اور خلوص تھا۔ اور ابوبکرؓ حضورؐ کے مخصوص حلقۂ احباب میں داخل تھے۔ اکثر تجارت کے سفروں میں بھی ہمراہی کا شرف حاصل ہوتا تھا (کنزالعمال)

حضرت ابوبکرؓ حضورؐ کے ساتھ تمام جنگوں میں شامل رہے اور آپؐ سے نہ جاہلیت میں جدا ہوئے نہ اسلام میں۔ اور آپ سب سے پہلے مرد ہیں جو اسلام لائے۔ (مرقاۃ)

ابوبکرؓ نبوّت کے آثار و دلائل بعثت سے قبل ہی معلوم کر چکے تھے۔ اس لیے جب آپ کو دعوتِ اسلام دی گئی تو آپ اسلام لے آئے۔ (بیہقی)

حضورؐ نے غیبی آواز سنی تو

ابوبکرؓ سے یہ واقعہ بیان فرمایا۔ کیونکہ ابوبکرؓ آپؐ کے زمانۂ جاہلیت کے دوست تھے۔ (ابو

آنحضرتؐ اور حضرت خدیجہؓ میں نکاح کی جو گفتگو ہوئی تھی اس میں ابوبکرؓ واسطہ تھے (الاصابہ) گویا بعثت سے قبل بھی ابوبکرؓ حضورؐ کے ثانی اثنین تھے۔

قبول اسلام میں بھی آپ ثانی اثنین ہیں۔ حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ مردوں میں ابوبکر صدیقؓ سب سے پہلے اسلام لائے۔ (ابن عساکر)

ابو اروی دوسی کا ارشاد ہے کہ سب سے پہلے ابوبکر صدیقؓ اسلام لائے تھے۔ (ابن سعد)

حضرت عباسؓ کے نزدیک سب سے پہلے ایمان لانے والے ابوبکرؓ ہیں۔ (طبرانی)

میمون بن مہران سے پوچھا گیا کہ ابوبکرؓ پہلے اسلام لائے تھے یا علیؓ؟ جواب دیا بخدا۔ بحیرا راہب کے زمانے ہی میں ابوبکرؓ حضورؐ پر ایمان لے آئے تھے اور خدیجۃ الکبریٰؓ کے ساتھ حضورؐ کی شادی کے موقعہ پر اس معاملہ میں گفتگو بھی ہوتی تھی۔ (ابونعیم)

عمروؓ بن عبسہ کے قول سے بھی ابوبکرؓ کے سب سے پہلے اسلام لانے کی تائید ہوتی ہے۔ (مسند احمد)

عمار بن یاسرؓ کے قول سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکرؓ کو اسلام قبول کرنے میں سبقت حاصل ہے۔ (بخاری)

ابونعیم نے بعض صحابہؓ سے روایت کیا ہے کہ ابوبکرؓ حضورؐ کے اعلانِ نبوت سے پہلے ہی آپؐ پر ایمان رکھتے تھے۔ یعنی جانتے تھے کہ آپ نبی منتظر ہیں۔ (سیرت حلبیہ)

حضورؐ سب سے اوّل مسلم اور مومن ہیں اور حضورؐ کے بعد سب سے پہلے ایمان لانے والے ابوبکرؓ اسی لیے قبول ایمان و اسلام میں بھی ابوبکرؓ ثانی اثنین ہیں۔

اسلام کی دعوت دینے میں اوّل حضورؐ ہیں اور ثانی ابوبکرؓ۔ اس لیے دعوتِ اسلام میں بھی ابوبکرؓ ثانی اثنین ہیں۔

اسلام کی خاطر تکلیفیں برداشت کرنے میں بھی ابوبکرؓ ثانی اثنین ہیں۔

ابوطالب کے اشعار سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ابوبکرؓ شعب ابی طالب میں بھی حضورؐ کے ساتھ تھے (خلفائے راشدین۔ ازالۃ الخفاء) معلوم ہوا کہ شعب ابی طالب میں بھی ابوبکرؓ ثانی اثنین ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ سفر ہجرت کے آغاز میں بھی حضورؐ کے ثانی اثنین ہیں۔ مکہ سے غار تک کے سفر میں بھی ثانی اثنین ہیں۔ غار کے اندر بھی ثانی اثنین ہیں۔ غار سے مدینہ شریف تک کے سفر میں بھی ثانی اثنین ہیں۔ اور مدینہ شریف میں داخل ہوتے وقت بھی ثانی اثنین ہیں۔

حضورؐ نے آخری ایام میں یہ بھی وصیت فرمائی:۔

ابوبکر صاحبی فی الغار ومونسی فی الغار۔ سدّوا کل خوخۃ فی المسجد غیر خوخۃ ابی بکر: (ازالۃ الخفاء)

(ابوبکرؓ غار میں میرے رفیق تھے اور غار میں میرے مونس تھے۔ مسجد میں جتنی کھڑکیاں کھلتی ہیں سب بند کر دو سوائے ابوبکرؓ کی کھڑکی کے)

حسانؓ بن ثابت فرماتے ہیں۔

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد طاف العدو بہ اذ صعد الجبلا (حاکم)

(اور بلند غار میں وہ دو میں سے دوسرے تھے۔ جب دشمن پہاڑ پر چڑھ کر گھوم رہے تھے)

مسجد نبوی کی تعمیر میں بھی ابوبکرؓ ثانی اثنین ہیں جہاں ابوبکرؓ نے مسجد نبوی کی زمین کی قیمت دس دینار ادا کی۔ وہیں تعمیر مسجد میں حضورؐ کے شانہ بشانہ کام کیا۔ (فتح الباری)

مسجد نبویؐ کی بنیاد میں پہلا پتھر حضورؐ نے رکھا۔ پھر ابوبکرؓ سے فرمایا کہ میرے پتھر کے پہلو میں ایک پتھر رکھو۔ پھر عمرؓ سے فرمایا۔ کہ ابوبکرؓ کے پتھر کے پہلو میں ایک پتھر رکھو۔ پھر عثمانؓ سے فرمایا کہ عمرؓ کے پتھر کے پہلو میں پتھر رکھو۔ پھر فرمایا۔ ھؤلاء الخلفاء من بعدی (یہی لوگ میرے بعد خلیفہ ہوں گے) (حاکم۔ ابویعلیٰ)

غزوۂ بدر میں بھی ابوبکرؓ ثانی اثنین ہیں کیونکہ عریش کے اندر حضورؐ اور ابوبکرؓ دونوں ہی تھے۔ حضرت ابومحجن ثقفیؓ ابوبکرؓ کی شان میں فرماتے ہیں:۔

سبقت الی الاسلام واللہ شاھد
وکنت جلیسا بالعریش المشھر

(استیعاب)

(اے ابوبکرؓ آپ نے اسلام کی طرف سبقت کی اور عریش میں آپ حضورؐ کے ہم نشین تھے)

بدر کے علاوہ دوسری لڑائیوں میں بھی ابوبکرؓ حضورؐ کے ساتھ تھے۔

امامتِ نماز میں بھی ابوبکرؓ ثانی اثنین ہیں۔ حضورؐ نے خود اپنی زندگی میں ان کو امامتِ نماز کے لیے مقرر فرمایا۔

حضورؐ مسلمانوں کے سب سے پہلے حاکم تھے۔ حضورؐ کے بعد حکومت و خلافت ابوبکرؓ کے سپرد ہوئی۔ اس لیے حکومت و خلافت میں بھی آپ ثانی اثنین ہیں۔

حضورؐ کے بعد ابوبکرؓ نے قرآن کریم کو جمع کیا۔ اس طرح حفاظتِ قرآن میں بھی آپ ثانی اثنین ہیں۔

حضورؐ نے مشرکین و کفار کا مقابلہ کیا اور ابوبکرؓ نے بھی اپنے زمانۂ خلافت میں مرتدوں، زکوٰۃ کے منکروں اور جھوٹے نبیوں کے خلاف جہاد کیا اور قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کو شکست دی۔ اس طرح جہاد و قتال میں بھی آپ ثانی اثنین ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آپ کی قبر حضورؐ کی قبر مبارک کے ساتھ ہی۔ اس طرح ابوبکرؓ مزار میں بھی ثانی اثنین ہیں۔

محشر میں جب مُردے قبروں سے اٹھیں گے۔ سب سے پہلے حضورؐ قبر سے باہر نکلیں گے۔ اس کے بعد ابوبکرؓ، اس کے بعد عمرؓ۔ ارشاد نبوی ہے:۔

انا اول من تنشق عنه الارض ثم ابوبکر ثم عمر (سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی پھر ابوبکرؓ کی پھر عمرؓ کی۔ (ترمذی، حاکم)

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان چل رہے تھے کہ ارشاد فرمایا۔ ھٰکذا نُبعث (ہم قیامت کے دن اسی طرح اٹھائے جائیں گے (ابن ماجہ۔ حاکم) معلوم ہوا کہ حشر کے دن بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ ثانی اثنین ہیں۔

حوضِ کوثر پہ بھی ابوبکرؓ حضورؐ کے ساتھ ہوں گے۔ حضورؐ نے ابوبکرؓ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا انت صاحبی علی الحوض وانت صاحبی فی الغار (ترمذی) (تو میرا ساتھی ہے حوضِ کوثر پر بھی اور میرا ساتھی ہے غار میں بھی) اس لیے حوضِ کوثر پر بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ ثانی اثنین ہیں۔

جنت میں حضورؐ سب سے پہلے داخل ہوں گے اور آپؐ کے بعد ابوبکرؓ۔ آپؐ نے ابوبکرؓ سے ارشاد فرمایا:

انک یا ابابکر اول من یدخل الجنۃ من امتی (ابوداؤد) "اے ابوبکرؓ! تو میری امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا" اور حضورؐ نے ابوبکرؓ کے حق میں یہ دعا مانگی۔ اللھم اجعل ابابکر فی درجتی فی الجنۃ یوم القیٰمۃ (حاکم) "اے اللہ! تو ابوبکرؓ کو قیامت کے دن جنت میں میرے درجہ میں جگہ عطا فرما" ابوبکرؓ دخولِ جنت میں بھی ثانی اثنین ہیں اور اس مقبول دعا کی بناء پر جنت کے اندر بھی ثانی اثنین۔

اور جو ثانی اثنین ہے اس کا سب سے افضل ہونا یقینی ہے۔

ہمت او کشتِ ملت را چو ابر
ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

"جذبۂ شوقِ شہادت ہے کمالِ حمزہؓ"

مناقبہ در شانِ سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جمعہ ۲۱، جولائی ۷۰ء بوقت ۴½ بجے دن بزم ارتقائے ادب رجسٹرڈ کے زیر اہتمام مناقبہ ہذا منعقد ہوا۔ ذیل میں صرف موصولہ کلام کے اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ ترتیب شعراء بلحاظ حروف تہجی ہے۔ (صفدر گنوری)

● جناب قاضی شفیع صاحب برہانپوری

نور سے مل کے ہوا نورِ جمالِ حمزہؓ
منسلک عشقِ نبیؐ سے ہے مآلِ حمزہؓ
وہ ہیں سردارِ شہیداں کے شہیدِ اعظمؓ
جذبۂ شوقِ شہادت ہے کمالِ حمزہؓ
خدمتِ دیں میں شجاعت میں شہادت میں شفیعؔ
ساری دنیا میں نہیں کوئی مثالِ حمزہؓ

● جناب شوکت علی خاں شوقؔ بدایونی

حسنِ اخلاق و مروت تھا خصالِ حمزہؓ
ارفع و اعلیٰ تھا کس درجہ خیالِ حمزہؓ
اُحد کی جنگ میں مارے گئے کچھ بھاگ گئے
دیکھ کر دنگ تھے کفار جلالِ حمزہؓ
کفر تھا برسرِ پیکار مسلمانوں سے
وقتِ نازک میں ہوا شوقِ وصالِ حمزہؓ

● صفدر گنوری (معتمدِ اعلیٰ بزم ارتقائے ادب رجسٹرڈ)

وہ مسلماں ہے تصویرِ کمالِ حمزہؓ
جس کے اسوے میں ہو تطبیقِ جمالِ حمزہؓ
دیدنی بدر و اُحد میں تھا قتالِ حمزہؓ
گویا اجلالِ شجاعت تھا جلالِ حمزہؓ
ہے کسی چشمِ تصور میں مآلِ حمزہؓ
یہی ایک ایک سے ہے آج سوالِ حمزہؓ

● ظفر دہلوی

جنگ میں صاف بتاتا ہے جلالِ حمزہؓ
جذبۂ شوقِ شہادت ہے کمالِ حمزہؓ
صدق اور عدل میں بے مثل صدیقؓ و عمرؓ
اور شجاعت میں کہاں کوئی مثالِ حمزہؓ
دونوں ہاتھوں سے قلم کرتے ہیں کفار کے سر
دوہری شمشیر ہے شمشیرِ کمالِ حمزہؓ

● جناب قریشی صاحب متھراوی

سرفروشی میں نمایاں ہے مثالِ حمزہؓ
سرخیٔ خونِ شہیداں ہے جمالِ حمزہؓ
حق نے بخشا انہیں سردارِ شہیداں کا خطاب
سب سے بالا ہے شجاعت میں مثالِ حمزہؓ
اشک آنکھوں میں محمدؐ کی اُبھر آتے تھے
جب بھی کرتا تھا کوئی ذکرِ وصالِ حمزہؓ

● جناب منظر صاحب دہلوی

خدمتِ دینِ محمدؐ ہے خیالِ حمزہؓ
جذبۂ شوقِ شہادت ہے کمالِ حمزہؓ
وہ ہیں بے مثل نبیؐ اور ہیں بے مثل شہید
نہ مثالِ شہِ والا نہ مثالِ حمزہؓ
پئے نظارہ فرشتے بھی اتر آئے تھے
قتل کے بعد بڑھا اتنا جمالِ حمزہؓ

● جناب نثار صاحب اکبرآبادی

ہے ہمہ وقت تصوّر میں جمال حمزہ رضؓ
مونسِ غم ہے بہرحال خیال حمزہ رضؓ

دل بے تاب پہ بجلی سی چمک جاتی ہے
صورتِ برق ہے اندازِ جلال حمزہ رضؓ

چٹکی لیتا ہے نثار آج غمِ ذوقِ طلب
گدگداتا ہے تصوّر میں خیال حمزہ رضؓ

● جناب نصرت صاحب کانپوری

کفر کی تیغ سے کاٹوں گا گلہ دشمن کا
ایمان افروز تھا کس درجہ خیالِ حمزہ رضؓ

روح کی دل کی تمنا ہے یہی برسوں سے
زندگی مجھ کو عطا کر دے مثالِ حمزہ رضؓ

بادۂ حبِ محاکات کو پینے کے لیے
ساتھ رکھتا ہوں ہمہ وقت سفالِ حمزہ رضؓ

● جناب وقار صاحب اکبرآبادی

حاصلِ شام ہے تنویرِ جمالِ حمزہ رضؓ
جلوۂ صبحِ تمنا ہے خصالِ حمزہ رضؓ

جا بجا پھول شگفتہ نظر آتے ہیں مگر
قابلِ دید ہے گلشن میں نہالِ حمزہ رضؓ

کوئی دے آج محبت سے محبت کا جواب
کوئی دہرائے زمانے میں مثالِ حمزہ رضؓ

● جناب مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی

حشر ساماں نظر آتا ہے جلالِ حمزہ رضؓ
جذبۂ شوقِ شہادت ہے کمالِ حمزہ رضؓ

تقویت دیں کو ملی حضرت حمزہ رضؓ کے سبب
قابلِ دید اُحد میں تھا قتالِ حمزہ رضؓ

واہ کیا حسنِ شہادت ہے فرشتے تو کجا
شاہِ دیں دیکھنے خود آئے ہیں حالِ حمزہ رضؓ

● جناب احمد علی صاحب اثر ہاپوڑی۔ سرپرست بزم ہذا

مرحبا جذبۂ ایثارِ جلالِ حمزہ رضؓ
آئینہ دارِ نبوّت ہے کمالِ حمزہ رضؓ

یوں تو لاکھوں ہیں شہیدانِ وفا دنیا میں
اُن شہیدوں میں نہیں کوئی مثالِ حمزہ رضؓ

دیکھ کر رحمتِ باری نے بلائیں لے لیں
جب ہوا جنگ کے میدان میں وصالِ حمزہ رضؓ

● جناب حکیم اختر صاحب سنبھل

وجہ تسکینِ دل و جاں ہے خیالِ حمزہ رضؓ
صلّ علیٰ حسنِ جمالِ حمزہ رضؓ

دیکھ کر دشمنِ دیں لرزہ براندام ہوئے
تھا ہویدا رخِ روشن سے جلالِ حمزہ رضؓ

آج پھر کفر کی یلغار ہوئی ہے ہر سُو
آج پھر تیری ضرورت ہے جلالِ حمزہ رضؓ

● جناب اشفاق صاحب میرٹھی

ہر بہادر میں ہے کچھ عکس جمالِ حمزہ رضؓ
جذبۂ شوقِ شہادت ہے کمالِ حمزہ رضؓ

یوں تو جانباز و بہادر ہیں صحابہ رضؓ سارے
اسد اللہ — کوئی ہے نہ مثالِ حمزہ رضؓ

ان کے کردار میں ہے رحمتِ عالم کی جھلک
جلوۂ شاہ رضؓ ہے اشفاق خصالِ حمزہ رضؓ

● جناب شفیع اعجاز صاحب

غلبۂ دینِ محمدؐ کی تمنا ہے اگر
سامنے رکھیئے بہرحال جلالِ حمزہ رضؓ

قتلِ کفار کے سردار ہوئے بدر میں جب
شہؐ نے فرمایا دیکھو تو کمالِ حمزہ رضؓ

سرخروئی کی سند حق سے ملی ہے اعجازؔ
اور کج فہم سمجھتے ہیں قتالِ حمزہ رضؓ

● جناب الطاف صاحب احسانی

تابعِ عشقِ محمدؐ ہے جلال حمزہ رضؓ
جذبۂ شوقِ شہادت ہے کمالِ حمزہ رضؓ

جھک گیا مثلِ کماں ایسی لگی ضربِ کماں
بوجہل لا نہ سکا تابِ جلالِ حمزہ رضؓ

سرورِ دیں کی محبت کا خلاصہ یہ ہے
نہ ہوا دُور کبھی دل سے ملالِ حمزہ رضؓ

● جناب برگ یوسفی صاحب فتحپوری

آج جبریل کے پر بھی تو کٹے جاتے ہیں
بن گیا قہرِ خداوند جلالِ حمزہ رضؓ

صاحبِ سیفِ زباں صاحبِ شمشیر و سناں
وہ ہیں قولِ پیمبرؐ ہے مقالِ حمزہ رضؓ

دل کی محفل میں چراغاں ہے تصوّر سے ترے
برگ پروانہ ہے اے شمعِ جمالِ حمزہ رضؓ

● جناب بابر صاحب احسانی

دیکھ کر دنگ ہیں سب جاہ و جلالِ حمزہؓ
سارے عالم میں نہیں کوئی مثالِ حمزہؓ
خطۂ پاک کو کفار سے ہم پاک کریں
ہم میں ہو گر صفتِ جنگ و جدالِ حمزہؓ
سرورِ دیں کی اطاعت کا ملا اُن کو صلہ
حق کا انعام ہے بابرؔ یہ جمالِ حمزہؓ

● جناب ظافر تشنہؔ صاحب

اتنا معروف ہے دنیا میں وصالِ حمزہؓ
اُحد کا سال کہو یا کہو سالِ حمزہؓ
سیّد الشہداء ہی تقدیر میں ان کی تھا لکھا
عین فطرت کے مطابق ہے مآلِ حمزہؓ
بزمِ تخییل کو حمزہؓ سے سجائے تشنہؔ!
روح کو راحتیں دیتا ہے خیالِ حمزہؓ

● جناب حضرت مولانا دانش ندوی صاحب (صدرِ مشاعرہ)

دے رہا ہے یہ صدا حُسنِ مآلِ حمزہؓ
جوشِ تکبیر ہے شمشیرِ جلالِ حمزہؓ
عالمِ کفر ہے مقتولِ قتالِ حمزہؓ
نازبردارِ شہادت تھا خیالِ حمزہؓ
آج تکمیل کو پہنچا ہے سوالِ حمزہؓ
ہو گیا خالقِ اکبر سے وصالِ حمزہؓ

● حضرت ضیا سالکؔ صاحب غریب آباد حیدرآباد

رحمتِ خاص الٰہی ہے کمالِ حمزہؓ
کوئی ملتی نہیں دنیا میں مثالِ حمزہؓ
بوجہل کا ہو نجاشت کہ عمرؓ کی آمد
پیرِ حق و صداقت ہے جلالِ حمزہؓ
اک پیکر میں نظر آتے ہیں ایثار و شعور
جب بھی سالکؔ مجھے آتا ہے خیالِ حمزہؓ

بقیہ: امام اعظم ابوحنیفہ

کہتا ہوں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ متقی، عاقل اور زبان کی حفاظت کرنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ حضرت مسعر بن کدام فرماتے ہیں کہ کوفہ میں مجھے دو آدمیوں پر رشک آتا ہے۔ امام ابوحنیفہ پر ان کی فقہ میں اور حسن بن صالح پر ان کے زہد میں۔

امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ پیچیدہ اور مشکل مسائل کو سب لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں۔

امام یحییٰ بن سعید القطان فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کی قسم ہم نے امام ابوحنیفہ کی رائے سے بہتر کسی کی رائے نہیں سنی اور ہم نے ان کے اکثر اقوال لیے ہیں۔ یہ حنفی المسلک تھے۔

آخر میں مشہور غیر مقلد عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم کا ایک حوالہ نقل ہے:

"اماموں اور مجتہدوں اور محدثین کی توہین کرنا، انہیں برا بھلا کہنا، ان سے بغض رکھنا، مسلمان کا کام نہیں۔ خصوصاً چاروں امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ کی توہین کرنا، ان بزرگانِ دین کو برائی سے یاد کرنا، ان سے دشمنی رکھنا صریح بے دینی ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ، جلد اوّل، باب اوّل۔ عقائد و مسائل دین، مطبوعہ ادارہ ترجمان السنۃ لاہور۔ طبع دوم فروری ۱۹۷۲ء)

٭ ٭ ٭

از : مریم صدیقہ

عورت اور گانا بجانا

عورت جو کبھی ماں، بہن، بیٹی اور بیوی ان چار حیثیتوں سے پہچانی جاتی تھی آج کے اس پرفتن دور میں رقاصہ، مغنیہ، فاحشہ، شمع محفل اور ہر کاروباری ادارے کے اشتہار کی رونق بننے سے پہچانی جاتی ہے استثنا ہر جگہ موجود ہوتی ہے۔ آج بھی ایسی شریف زادیاں موجود ہیں جن کے دم قدم سے اس جہان کی رونق ہے اور جنھوں نے رقص و سرود اور ناچ گانے کے مناظر ہی سرے سے نہ دیکھے ہوں گے۔ لیکن ہمارے معاشرہ میں اکثریت ان عورتوں کی ہے جو ان چیزوں سے محبت کرتی ہیں۔ خاص کر گانا سننا اور سن کر خود بھی اس کی مشق کرنا یہ بری عادت اب شریف گھرانوں میں بھی گھس آئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج چھوٹے چھوٹے بچے بھی گلی کوچوں میں کھیلتے ہیں تو ان کی زبانوں پر کسی نہ کسی غیر فلمی و فلمی گانے کے بول ہوتے ہیں اور قرآن کریم کی آیات کی تلاوت سننے کے لیے کان ترس جاتے ہیں۔ حالانکہ بچوں کی ابتدائی تربیت گاہ ماں کی گود ہوتی ہے اور اس تربیت گاہ سے وہ سب کچھ اچھی یا بری باتیں سیکھتے ہیں۔ اس وجہ سے [illegible] اس صحبت میں گانے بجانے کی قباحت اور اس کے برے نتائج کا ذکر کیا جاتا ہے۔

مشہور مؤرخ علامہ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ جتنی اسلامی سلطنتوں کو زوال آیا ان میں سے اکثر کے زوال کا باعث یہی تھا کہ وہ بادشاہ ناچ گانوں کی محفل میں مصروف رہتے تھے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کے مشہور زمانہ شاگرد علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ "

● "عورت اور مرد کے جذبات جنسی پر راگ ایسا اثر کرتا ہے جیسے آگ پر تیل ڈال دیا جائے"

یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

لعن اللہ المغنی والمغنی

جو آدمی گانے بجانے کا کام کرے اور جو گانے بجانے کا اہتمام کرے ان دونوں پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتے ہیں۔

اگر اپنے ماحول پر نظر ڈالی جائے تو کتنی ایسی خوش نصیب عورتیں ہیں جن کے گھروں میں ریڈیو چینجر اور ٹیپ ریکارڈ گانے سننے کے لیے سرے ہی سے موجود نہیں بعض گھر تو ایسے ہیں کہ مرد ملازمت کھیتی باڑی یا تجارت کے لیے صبح اپنے گھروں سے باہر نکلے جب تک وہ واپس نہ آ جائیں۔ گھر سے گانے کی آواز تسلسل کے ساتھ آتی رہتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے دو بیہودہ آوازوں سے روک دیا گیا ہے۔ ایک وہ آواز جو گانے بجانے سے پیدا ہوتی ہے اور دوسری وہ آواز جو بین کرتے وقت سینہ اور منہ پیٹنے سے پیدا ہوتی ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میرے پاس ایک گانے والی عورت آئی۔ اس نے ایک گانا سنایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب یہ عورت گانا سنا رہی تھی تو شیطان اس کے دونوں نتھنوں میں پھونک مار رہا تھا۔

اس مفہوم کی ایک اور روایت ہے کہ جب کوئی گانا گاتا ہے تو اس پر دو شیطان

مسلط ہو جاتے ہیں جو اپنے پاؤں کے ساتھ اس کے سینہ پر ناچتے رہتے ہیں۔

اس سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد گرامی ہے جس میں آپ نے گانا گانے والی عورتوں کی سزا کے متعلق فرمایا کہ ان کا کیا حال ہوگا۔

روایت میں آتا ہے کہ ایک موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری امت میں خسف یعنی زمین میں دھنس جانا اور قذف یعنی آسمان سے پتھر برسنا اور مسخ یعنی صورتوں کا بدل جانا واقع ہوگا۔ صحابہ کرام رضؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کب واقع ہوگا؟ آپ نے فرمایا۔ "جب گانے بجانے کے آلات اور گانے والی عورتیں عام ہوں گی اور شراب حلال تصور ہوگی۔ پھر یہ تینوں عذاب اس امت پر وارد ہونے لگیں گے۔

اس حدیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو ہماری وہ بہنیں جو اپنی کسی رشتہ دار عورت یا سہیلی کی شادی کے موقعہ پر ساری ساری رات ڈھولک پیٹتی ہیں، گاتی ہیں، حلق پھاڑ پھاڑ کر اور چلّا چلّا کر دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہیں ان کا کیا حال ہوگا۔ شہروں میں تو شادی بیاہ کے موقعہ پر ریکارڈنگ کا انتظام کر لیا جاتا ہے لیکن دیہاتوں میں تھالیاں بجا بجا کر ڈھولک پیٹ کر ہماری بہنیں لگاتار تین دن تک گانے بجانے میں مصروف رہتی ہیں اور جو بہنیں ان کے ساتھ بُرے کام میں شریک نہ ہوں انہیں الٹے "ملانی" وغیرہ قسم کے طعنے دیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام بہنوں کو گانے بجانے اور اس کے اثرات سے محفوظ رکھے۔

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں۔

بقیہ احادیث الرسول ؐ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت داؤد (علیہ السلام) کا ذکر فرماتے تو ان کے متعلق یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ بہت ہی زیادہ عبادت گذار بندے تھے۔

تشریح: حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ دعا جو ان کے جذبۂ محبت اور عشق الٰہی کی آئینہ دار ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہی پسند تھی۔ اسی لیے آپ نے خاص طور سے صحابہ کرامؓ کو بتلائی ——— وصف نبوت اگرچہ تمام انبیاء علیہم السلام کا مشترک شرف ہے لیکن اس کے علاوہ بعض انبیاء علیہم السلام کے کچھ خصائص بھی ہوتے ہیں جن میں وہ دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کثرت عبادت حضرت داؤد علیہ السلام کی امتیازی خصوصیت تھی۔

دارالعلوم مدرسہ جامعہ مدنیہ (رجسٹرڈ) اوکاڑہ ضلع ساہیوال

دارالعلوم ہذا ملک کی مشہور دینی تعلیمی علمی درسگاہ ہے جس میں سے سینکڑوں حفاظ سند فراغت حاصل کر کے ملک کے مختلف حصوں میں دین اسلام کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں اور علوم عربیہ کے طالب صرف، نحو، منطق، فقہ، تفسیر، حدیث کی مطلوبہ کتب پڑھنے کے بعد ملک کی دیگر عربی یونیورسٹیوں میں داخلہ لیتے ہیں۔

مدرسہ میں حفظ و ناظرہ سے موقوف علیہ تک کے شعبہ جات ہیں۔ پانچ انتہائی مستعد اور فاضل اساتذہ شب و روز پڑھانے میں مشغول رہتے ہیں۔ اس وقت علاقہ ہذا اور بیرونی طلباء کی تعداد چار صد تیس ہے۔ بیرونی طلباء کی تمام ضروریات مدرسہ کے ذمہ ہیں۔ درجہ حفظ و ناظرہ و درجہ کتب میں پانچ فاضل اساتذہ مولانا حافظ عطاء اللہ، مولانا محمد حنیف، مولانا سید امیر حسین گیلانی، قاری حبیب اللہ فاضل دارالعلوم کبیر والا، حافظ محمد یٰسین نہایت مستعدی سے درس و تدریس میں سرگرم عمل ہیں۔

گذشتہ سال انجمن جامعہ مدنیہ نے مدرسہ سے ملحق مکانات اور قطعہ زمین تیس ہزار روپے میں خریدا ہے جس کی تعمیر ضروری ہے۔ تعمیر پر تخمینہ کم از کم پچاس ہزار روپے ہے۔ اسی طرح انجمن جامعہ مدنیہ کے زیر اہتمام سرمایہ کی کمی کی بناء پر مسجد صدیقیہ صدیق نگر کی تعمیر التواء میں پڑی ہے۔ یاد رہے کہ مدرسہ میں مہمانان رسول عربی کا خرچ تیس ہزار روپیہ ہے۔ ان تمام اخراجات کا ذریعہ صرف زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرانہ اور چرم قربانی ہے اور مستقل کوئی آمدنی نہیں ہے۔

— داخلہ جاری —

۱۰ شوال سے آخر شوال تک جاری رہے گا

جامعہ کی دینی و اصلاحی خدمات

دوران تعلیم جامعہ ہذا کے طلباء، مدرسین دینی اور قومی تحریکوں میں پیش پیش رہتے ہیں۔ تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ۱۲ مارچ ۷۷ء تا جون ۱۹۷۷ء تک کی تحریک میں جامعہ مدنیہ کا علاقہ بھر میں اول نمبر رہا ہے۔ اسی طرح تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں شاندار کارہائے نمایاں سرانجام دئیے ہیں جس کا ملک بھر میں شہرہ ہے۔ تحریک نظام شریعت میں یوں تو جامعہ کے تمام کارکن شریک رہے ہیں۔ سب سے پہلے مدرسہ کے مہتمم سید امیر حسین گیلانی کو گرفتار کیا گیا۔ علاوہ ازیں مدرسہ پر چھاپہ مار کر مزید چھ طالب علم بھی گرفتار کئے گئے۔

جامعہ کے کارکنوں، اساتذہ اور طلباء نے قوم کو کبھی مایوس نہیں کیا ہے۔ تحریک ختم نبوت ۷۴ء میں سید امیر حسین شاہ گیلانی کو نو مختلف مقدمات میں ملوث کیا گیا۔ تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں لاتعداد مقدمات بنائے گئے اور چھ دفعہ گرفتار ہوئے۔ مقدمات اب بھی چل رہے ہیں۔ یہ باتیں تحدیث نعمت کے طور پر لکھی گئی ہیں اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرمائے (آمین)

اپیل: مخیر حضرات اپنے صدقات، خیرات، عطیات، فطرانہ سے مدرسہ کی اعانت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

الداعی الی الخیر: سید امیر حسین شاہ گیلانی مہتمم دارالعلوم جامعہ مدنیہ رجسٹرڈ اوکاڑہ ضلع ساہیوال
فون ۳۳۸۱

منظور شدہ محکمہ تعلیم
۱: لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G ۱۶۳۲۲ مورخہ ۲ مئی سنہ ۱۹۵۶ء ۲: پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری TBC ۲۲۷-۲۲۸۱ مورخہ ۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء
۳: کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۰۷۶۷/۹/۳۹-۹ DA مورخہ ۲۰ اگست سنہ ۱۹۶۳ء ۴: راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو GM/۲۰-۱۵۳۱۰ مورخہ ۳ مارچ سنہ ۱۹۶۲ء